تنظیم اسلامی کا ترجمان

47

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

12 تا 18 ربیع الثانی 1441ھ / 10 تا 16 دسمبر 2019ء

باطل نظام ہائے زندگی اور اخلاقی بگاڑ

یہ ایک عملی حقیقت ہے کہ ہمیشہ اس کرۂ ارض پر ایسی قوتیں رہی ہیں جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلامی نظام زندگی اس دنیا میں قدم نہ جما سکے۔ اس لیے کہ دنیا کے جس قدر غیر اسلامی نظام ہیں ان کے کچھ مفادات و امتیازات ہوتے ہیں۔ یہ نظام بعض کھوٹی اور جھوٹی قدروں پر قائم ہوتے ہیں۔ جب بھی دنیا میں اسلامی نظام قائم ہوتا ہے ایسی قوتوں کے مفادات ختم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ باطل نظام ہائے زندگی انسانی نفوس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انسانوں کو انسانی سطح سے نیچے گرا کر‘ ان کے اندر اخلاقی بگاڑ پیدا کر کے‘ اور ان کو حقیقت سے جاہل رکھ کر اسلامی نظام کی مخالفت میں لا کھڑا کر دیتے ہیں۔ یوں عوام الناس اپنی جہالت کی وجہ سے اسلام کی راہ روکنے لگتے ہیں۔ چنانچہ شر کا زور ہوتا ہے اور باطل پھولا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور شیطان کی چالیں بہت گہری ہوتی ہیں۔ اندریں حالات قرآن حاملین ایمان اور اسلامی منہاج حیات کے علمبرداروں کے لیے اعلیٰ اخلاقی معیار تجویز کرتا ہے تاکہ وہ شر اور شیطان کے ایجنٹوں سے اچھی طرح مقابلہ کر سکیں۔ ان کی اخلاقی حالت مضبوط ہو‘ وہ دشمنوں کے خلاف لڑ سکیں اور ہر وقت ایسی جنگ کے لیے تیار ہوں جو ان پر اسلام کے دشمن مسلط کر دیں۔ یہی ایک ضمانت ہے جس کی وجہ سے دعوت اسلامی کی راہ نہیں رکتی‘ اور اسلامی نظام قائم ہوتا ہے۔

سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

طلبہ یونینز کی بحالی؟

محبت کا جنون باقی نہیں ہے!

توہین قرآن: مغرب کا اصل چہرہ

دلوں سے خوفِ خدا گیا

تقویٰ کی آسان صورت

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

مومنین پر اللہ کی رحمت و فضل

سُورَۃُ الحَجّ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات:58 تا 60

وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوۡۤا اَوۡ مَاتُوۡا لَيَرۡزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۝٥٨ لَيُدۡخِلَنَّهُمۡ مُّدۡخَلًا يَّرۡضَوۡنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ۝٥٩ ذٰلِكَ ۚ وَمَنۡ عَاقَبَ بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِىَ عَلَيۡهِ لَيَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ۝٦٠

آیت ۵۸ ﴿وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾ ”اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں“

ہجرت کا یہ مضمون یہاں پر موقع محل کی مناسبت سے آیا ہے۔ یہ مکی دور کے آخری زمانے کی سورت ہے اور جس طرح ہجرت سے متصلاً بعد سورۃ البقرۃ کا نزول ہوا اسی طرح ہجرت سے متصلاً قبل سورۃ الحج نازل ہوئی۔

﴿ثُمَّ قُتِلُوۡۤا اَوۡ مَاتُوۡا لَيَرۡزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ﴾ ”پھر وہ قتل ہو گئے یا فوت ہو گئے (دونوں صورتوں میں) اللہ ان کو لازماً رزقِ حسنہ عطا فرمائے گا۔“

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۝٥٨﴾ ”اور یقیناً اللہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔“

آیت ۵۹ ﴿لَيُدۡخِلَنَّهُمۡ مُّدۡخَلًا يَّرۡضَوۡنَهٗ ؕ﴾ ”وہ لازماً ان کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جس سے وہ راضی ہو جائیں گے۔“

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ۝٥٩﴾ ”اور اللہ یقیناً سب کچھ جاننے والا، تحمل کرنے والا ہے۔“

آیت ۶۰ ﴿ذٰلِكَ ۚ وَمَنۡ عَاقَبَ بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبَ بِهٖ﴾ ”یہ تو ہے ہی! اور جو شخص بدلہ لے اسی قدر جس قدر اس پر زیادتی کی گئی“

﴿ثُمَّ بُغِىَ عَلَيۡهِ لَيَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ﴾ ”پھر اس پر مزید زیادتی کی جائے تو اللہ لازماً اُس کی مدد کرے گا۔“

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ۝٦٠﴾ ”یقیناً اللہ معاف فرمانے والا، بخشنے والا ہے۔“

یعنی مسلمانوں پر اس سے قبل جو زیادتیاں ہو چکی ہیں اب وہ ان کا بدلہ لے سکتے ہیں، اور پھر مزید کسی زیادتی کی صورت میں بھی اللہ ان کی مدد فرمائے گا۔

فرمان نبوی

عمل سے نجات ممکن نہیں

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ((لَنۡ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنۡكُمۡ عَمَلُهُ)) قَالُوا وَلَا أَنۡتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((وَلَا أَنَا إِلَّا أَنۡ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغۡدُوا وَرُوحُوا وَشَيۡءٌ مِنَ الدُّلۡجَةِ وَالۡقَصۡدَ الۡقَصۡدَ تَبۡلُغُوا))

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا۔“ لوگوں نے پوچھا آپؐ کو بھی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا: ”مجھ کو بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانک لے۔ اپنے قول و عمل میں میانہ روی اختیار کرو اور اللہ سے قربت اختیار کرو اور صبح و شام اور رات کے آخری حصہ میں (عبادت کے لیے) نکلو، اعتدال کو اختیار کرو، اعتدال کو اختیار کرو، تو تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔“

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
12 تا 18 ربیع الثانی 1441ھ جلد 28
10 تا 16 دسمبر 2019ء شمارہ 47
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلبہ یونینز کی بحالی؟

پاکستان کے تعلیمی اداروں میں ایک عرصہ سے سکوت طاری تھا۔ لیکن اچانک یوں معلوم ہوا کہ کسی نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پتھر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ ارتعاش پیدا ہوا، سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی قائم ہوگئی، 29 نومبر کو طلبہ یکجہتی مارچ کا اعلان ہوا۔ سوشل میڈیا نے ایک طوفان کی خبر دی، خوف کی فضا قائم ہوئی، قومی اداروں کی حرکات وسکنات نے مزید سنسنی پھیلائی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی کے چیدہ چیدہ مطالبات سے قارئین کو آگاہ کرنے کے بعد اِس پر تبصرہ مناسب ہوگا: طلبہ یونین پر عائد پابندی ختم کی جائے اور ملکی سطح پر طلبہ یونین کے الیکشن کرائے جائیں۔ تعلیمی اداروں کی نجکاری ختم کی جائے، فیسوں میں کمی کی جائے۔ مفت تعلیم کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ ایچ ای سی کے بجٹ کی کٹوتیاں واپس لی جائیں۔ مفت ہاسٹل اور مفت ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے۔ طبقاتی نظامِ تعلیم کا خاتمہ کیا جائے۔ اسمبلی کا حق، تحریر وتقریر کی آزادی، انتظامی اداروں سے رابطے اور اپنے جائز مطالبات پیش کرنے کے لیے اپنے نمائندے منتخب کرنا، اِن سب نکات کو انسانی حقوق کی فہرست میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کون سا ایسا ذی ہوش پاکستانی ہوگا جسے ان مطالبات میں سے اکثر سے اتفاق نہ ہو۔ تعلیمی اداروں میں سٹوڈنٹس یونین کی بحالی سے انکار نہیں کرنا چاہیے، لیکن پہلے یہ تو سوچنا ہوگا کہ آخر اِن طلبہ یونینز پر پابندی لگائی کیوں گئی تھی؟ کیا تعلیمی اداروں میں ہر طرف راوی چین لکھ رہا تھا لیکن پابندیوں میں جکڑ دیا گیا، ہرگز نہیں اُن دنوں میں تعلیمی اداروں میں طلبہ یونینز نے کیا کچھ نہ کیا۔ کالج اور یونیورسٹیاں میدانِ جنگ بن جاتے تھے، کیا زمانہ تھا طلبہ یونین کے ایک عہدہ دار نے ایک سیاسی جلسے میں سرِعام غنڈہ گردی اور قتل وغارت کا اعتراف کیا۔ سیاسی جماعتوں کے طلبہ ونگز ہوتے تھے، وہ اپنی سیاسی جماعت کی باقاعدہ انتخابی مہم چلاتے تھے اور تو اور اساتذہ پر تشدد کرتے تھے، وائس چانسلر کو دھمکیاں بھی ملتی تھیں۔ قصہ کوتاہ دھونس، دھاندلی اور غنڈہ گردی کا راج تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہم چاہیں گے کہ طلبہ یونینز کو بحال کیا جائے۔ اِس لیے کہ یہ اِن کا حق ہے، لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ اُن کا کوڈ آف کنڈکٹ ایسا بنایا جائے کہ وہ منفی سرگرمیوں سے باز رہیں۔ نظم کی سختی سے پابندی کریں اور ان کا بنیادی مقصد حصولِ علم کے لیے آسانی پیدا کرنا اور علم کا معیار بلند کرنا ہو۔ طلبہ کا ملکی سیاسی جماعتوں سے کوئی تعلق نہ ہو طلبہ بنیادی طور پر اپنی تعلیم پر توجہ دیں۔ تحریر وتقریر کے ایسے مقابلے کروائے جائیں جس سے ملک کو مستقبل کی قیادت میسر آئے۔

سٹوڈنٹس ایکشن کمیٹی کے مطالبات کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بڑے سادہ اور بے ضرر محسوس ہوتے ہیں، لیکن بعض مطالبات سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی چالاکی سے زہر پر شہد چڑھا کر قوم کے حلق میں اُتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً طلبہ اور طالبات کے ہوسٹل کے یکساں اوقات کار ہوں،

پھر یہ کہ تعلیمی اداروں میں حلف نامے کا خاتمہ کیا جائے اور سیاسی سرگرمیوں سے پابندی ہٹائی جائے۔ صنف کی بنیاد پر کوئی خصوصی سلوک نہ ہو، جنسی ہراسگی کمیٹیوں میں طلبہ کو لازماً نمائندگی دی جائے وغیرہ وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے اصل مطالبات یہی ہیں باقی لیپا پوتی ہے۔ یکلخت آنے والا یہ اُبال ہمیں کچھ اور خبر دے رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن اور ایک اسلامی ملک کا ایٹمی قوت ہونا کسی صورت ہضم نہیں ہو رہا ہے۔ اصل صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے تاریخ میں جھانکنا پڑے گا۔

جنگ عظیم اوّل کے بعد مسلمانوں سے اصل کھلواڑ شروع ہوا۔ لڑکھڑاتی ہوئی خلافتِ عثمانیہ جو بہرحال امتِ مسلمہ کے ایک ہونے کا سمبل تھی، اُسے ترکِ نادان کے ہاتھوں زمین بوس کروایا گیا۔ توڑ پھوڑ کے بعد مسلمان قومی ریاستیں قائم کی گئیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کے علمبرداروں اور ٹھیکیداروں نے چونکہ ابھی بالشویک انقلاب کے نتیجہ میں سامنے آنے والے کمیونسٹ سوویت یونین اور سوشلسٹ چین سے نمٹنا تھا، لہٰذا امتِ مسلمہ کی وحدت تو پاش پاش کر دی گئی لیکن مسلمان قومی ریاستوں سے زیادہ بگاڑ پیدا نہ کیا گیا بلکہ کمیونزم سے تصادم میں بعض مسلمان ریاستوں کی مدد حاصل کی۔ اُنھیں حلیف بنایا گیا، اُن سے دوستی ہوئی، اُن کی محدود مدد کی گئی، لیکن جونہی کمیونزم کا گڑھ اور کمیونسٹ ممالک کا سرخیل سوویت یونین شکست و ریخت سے دوچار ہوا، مشرقی یورپ مغربی یورپ کے پاؤں میں ڈھیر ہوا سرمایہ دارانہ نظام کا سرغنہ امریکہ کھل کر سامنے آ گیا، اب دنیا یونی پولر ہو گئی تھی، سینئر جارج بش نے نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کر دیا۔ یاد رہے اُس وقت ایک دوربین اور خداداد بصیرت کے حامل مسلم سکالر نے کہا تھا یہ نیو ورلڈ آرڈر نہیں جیو ورلڈ آرڈر ہے یعنی یہودیوں کی عالمی حکومت کا اعلان ہے۔ درحقیقت یہ دنیا پر اپنے اُس خدائی تسلط کا دعویٰ تھا جس میں فرنٹ پر امریکہ اور پشت پر یہودی تھا۔ کمیونزم سے فارغ ہو کر اب سرمایہ دارانہ نظام کا جال بچھانے والے امریکہ اور اسرائیل نے امتِ مسلمہ کے خلاف فیصلہ کن اقدام کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ تو بالفعل موجود ہی نہ تھی کمزور اور لاغر اٹھاون (58) مسلمان ممالک تھے جن میں سے بعض آپس میں گتھم گتھا تھے۔ ان سے امریکہ اور اسرائیل کے سرمایہ دارانہ نظام کو کیا خطرہ تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ممالک تو کمزور ہیں، لیکن مسلمانوں کے پاس ایک بے مثل نظام ہے جو عدل وقسط اور فطری مساوات پر مبنی ہے۔ ظلم اور عدل تاریکی اور روشنی کی طرح ہیں جس طرح روشنی نمودار ہو جائے تو تاریکی کے پاس پسپائی کے سوا کوئی آپشن نہیں ہوتا۔ اسی طرح عدل ظلم کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ لہٰذا نیو ورلڈ آرڈر یہ تھا کہ ایسے نظام کے حاملین ہی کو نیست و نابود کر دو۔ اس لیے کہ کہیں گل گلاں یہ ہوش میں نہ آ جائیں اور اس بے مثل نظام کو نافذ نہ کر دیں۔ نائن الیون کا ڈراما اسی لیے رچایا گیا۔ پھر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کچھ مسلمان ممالک پر تباہی نازل کی گئی جیسے افغانستان، عراق اور لیبیا وغیرہ۔ کچھ نے ہاتھ جوڑ کر امریکی اسرائیلی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے خود کو پیش کر دیا جیسے مصر، عرب امارات، اُردن وغیرہ یعنی اِس خدائی کے آگے سجدہ ریز ہو گئے۔ لیکن قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اور وہ چال چلے اور اللہ بھی چال چلا اور اللہ خوب چال چلنے والا ہے۔‘‘ (آل عمران: 54)

ہوا یہ کہ امریکہ کا پاؤں افغانستان میں بُری طرح اُلجھ گیا 19 سال ہو گئے وہ چھڑائے نہیں چھوٹ رہا۔ قتل و غارت گری سے لے کر ڈالر نچھاور کرنے تک ہر حربہ اختیار کر لیا ہے، لیکن کامیابی کا دور دور تک امکان نہیں۔ اُدھر اسرائیل کا گریٹر اسرائیل کا ایجنڈا تاخیر کا شکار ہو رہا ہے۔ لہٰذا اب ایک طرف افغانستان سے مذاکرات کا سلسلہ شروع ہے (اگرچہ اس میں بھی بار بار ڈنڈی ماری جا رہی ہے لیکن سرمائے کو خدا سمجھنے والا لالچی ٹرمپ اِس مالی نقصان سے اب جان چھڑانا چاہتا ہے۔) اور دوسری طرف مسلمان ممالک میں عرب سپرنگ II شروع کر دی گئی ہماری نظر میں درحقیقت سرخ چادر اُوڑھے پاکستان میں ہونے والے نام نہاد طلبہ کے یہ مظاہرے پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی ایک کوشش ہے۔ پہلے یہ کوشش دہشت گردی کو مسلط کر کے کی گئی تھی، بعد ازاں پاکستان میں فرقہ واریت کی بنیاد پر فساد برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ الحمدللہ علماء کرام اور پاکستان کے باشعور عوام نے ان تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اب سیکولر عناصر، ملحدوں، قوم پرستوں اور ناراض پشتونوں کو سرخ رنگ دے کر ریاست پاکستان کے خلاف مورچہ زن کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ ریاست پاکستان اگر افراتفری کا شکار ہو جائے اور ایٹمی پاکستان کو کوئی سنبھالنے والا نہ رہے تو گریٹر اسرائیل کے راستے کی رکاوٹ کون بن سکے گا۔ پاکستان کے ساتھ ایسا بار بار کیوں ہو رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں تمام نظام اور طرزِ حکومت ناکام ہو چکے ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے راستے میں ہم سب حائل ہیں۔ قدرت کا نظام ہے کہ خلا نہیں رہتا لہٰذا ہم اس قسم کے تھپیڑوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم پاکستان میں اللہ اور رسول ﷺ کا عطا کردہ نظام نافذ کر کے پاکستان کو مستحکم کریں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔

☆☆☆☆

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے!

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے 30 نومبر 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

قارئین محترم! آج ہم ان شاء اللہ سورۃ التوبہ کی آیت 24 کی روشنی میں اپنی روزمرہ زندگی کی ترجیحات، عادات واہداف اور اللہ اور رسول سے اپنی محبت وعقیدت کا جائزہ لیں گے۔ سورۃ التوبہ کی آیات 7 تا 24 سن آٹھ ہجری میں فتح مکہ سے قبل نازل ہوئیں۔ ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ جب آٹھ ہجری میں قریش نے صلح حدیبیہ کو توڑ دیا تو نبی اکرم ﷺ نے قریش سے جنگ کے لیے لشکر تیار کیا اور مکہ کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا۔ لیکن مہاجرین کے لیے اہل مکہ سے جنگ ایک بڑی آزمائش تھی کیونکہ اس میں انہیں اپنے رشتہ داروں سے جنگ کا معاملہ پیش آنا تھا۔ اس لیے بعض مہاجرین نے اس جنگ سے گریز کی خواہش کا اظہار کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)، تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے، اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں، (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ، اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔ اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔''

اگر اس آیت کو عمومی انداز سے دیکھا جائے تو انتہائی سادہ انداز میں دو اور دو چار کی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ ہمیں ہر حال میں اللہ، اس کے رسول ﷺ کی اتباع اور اللہ کی راہ میں جہاد کو تمام دنیوی محبتوں پر ترجیح دینی چاہیے۔ یہاں بڑی نفسیاتی ترتیب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے باپ، بیٹے، بھائی، بیوی اور خاندان کو لیا گیا جن کی محبت یا عصبیت اللہ کے دین کے راستے میں حجاب بنتی ہے، آزمائش بنتی ہے۔ پھر دوسری چیز جس کا ذکر کیا گیا وہ اموال ہیں، پھر کاروبار ہے، پھر مکانات و حویلیاں ہیں۔ یہ آٹھ دنیوی محبتیں ہیں جن کا ذکر کیا گیا۔ قرآن مجید میں تو بار بار خبردار کیا گیا کہ دیکھو! یہ تمہارے مال، رشتہ دار وغیرہ قیامت کے دن تمہارے کچھ کام نہیں آسکیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور ڈرو اُس دن سے جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ ہی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے گا۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے' تو (دیکھو!) تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے دُنیا کی زندگی۔ اور (دیکھنا!) تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اللہ کے حوالے سے وہ بڑا دھوکے باز۔'' (لقمان:33)

مرتب: ابو ابراھیم

روز محشر نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا۔ وہ ماں باپ جن سے وہ بڑی محبت کرتا تھا، وہ بیوی جس کے بڑے نخرے اٹھایا کرتا تھا، وہ اولاد جس کے لیے اس نے اپنی پوری زندگی انوسٹ کر دی تھی ان سب میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہوگی کہ وہ کسی طرح بچ جائے چاہے باقی سب کی قربانی دے دے:

''وہ انہیں دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلے میں اپنے بیٹوں کو دے دے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔ اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچالے۔'' (سورۃ المعارج:11 تا 14)

وہ علائق دنیوی جن کے لیے انسان ساری زندگی لگا دیتا ہے انہی میں سے ایک تجارت، روزگار، معاش بھی ہے۔ تجارت اگر اسلام کے اصولوں کے مطابق کی جائے تو کیا ہی کہنے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ امانت دار تاجر قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

لیکن آج ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے اصولوں کے مطابق ہماری تجارت نہیں چل سکتی اور پھر اس کے لیے ناپ تول میں کمی کی جاتی ہے، ذخیرہ اندوزی، جھوٹ، رشوت، بددیانتی وغیرہ تمام حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پھر حلال وحرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ایک زمانہ آئے گا کہ انسان کو اس کی پروا نہیں ہوگی کہ اس کا مال کہاں سے آرہا ہے۔ حلال ہے یا حرام ہے، جائز ہے یا ناجائز ہے یا کسی کے حق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے، بس مال زیادہ سے زیادہ آنا چاہیے۔ کیونکہ راتوں رات مالدار بننے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کوشش میں دین سمیت ہر چیز کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔

اسی طرح انسان بڑی چاہت سے گھر بناتا ہے، پھر ان میں ڈیکوریشن کی جاتی ہے اور امپورٹڈ ٹائلز اور دیگر چیزیں لگائی جاتی ہیں۔ یہ انسان کے لیے بڑا محبوب ہوتا ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان بڑے چاؤ سے گھر بناتا ہے، تقریباً دو تین سال لگ جاتے ہیں لیکن جب بن جاتا ہے تو پھر اسے اس میں رہنا نصیب نہیں ہوتا۔ اقبال نے جو کہا ہے کہ

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لا الٰہ الا اللہ

یہ تمام چیزیں عارضی ہیں، یہ تو دنیا کی چند دن کی زندگی کا سامان ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، فرمایا: یہ آٹھ دنیوی محبتیں اگر تمہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ سے، اس کے رسول ﷺ سے، اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ سنا دے۔ وہ فیصلہ قیامت کا دن بھی ہوسکتا ہے اور وہ فیصلہ موت بھی ہوسکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((من مات فقد قیامته)) ''جس کی موت آگئی اس کے لیے قیامت ہی ہوگئی۔ جگر کا شعر ہے

عذاب فتن سے بس اتنی ہی گزارش ہے میری
دنیا سے قیامت دور سہی دنیا کی قیامت دور نہیں

وہ دنیا کی قیامت موت ہے، آنکھ بند ہوئی اور دنیا کی قیامت آگئی۔ اس کے ساتھ ہی انسان کا اعمال نامہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ انسان کے اندر محبت کا جذبہ طبعی طور پر رکھ دیا گیا ہے۔ جیسے قرآن میں ارشاد ہے:

''مزین کر دی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوباتِ دنیا کی محبت جیسے عورتیں اور بیٹے اور جمع کیے ہوئے خزانے سونے کے اور چاندی کے اور نشان زدہ گھوڑے اور مال مویشی اور کھیتی۔ یہ سب دُنیوی زندگی کا سروسامان ہے۔ لیکن اللہ کے پاس ہے اچھا لوٹنا۔'' (آل عمران: 14)

یہ چیز انسان کی فطرت میں ہے جو اسے کسی سے محبت پر مجبور کرتی ہے۔ انسان جس شے کو اپنا محسن سمجھتا ہے اس سے وہ محبت کرتا ہے۔ والدین کو اپنا محسن سمجھتا ہے۔ اس لیے بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح مظاہر قدرت کی محبت ہے جو آگے بڑھ کر بعض اوقات پرستش کے درجے میں چلی جاتی ہے۔ سورج، چاند اور ستاروں کو یہی سمجھ کر پوجا جاتا تھا کہ یہ ہمیں فائدے دے رہے ہیں کہ سورج بند ہو جائے تو ہماری زندگی بالکل ٹھپ ہو جائے۔ لیکن اس سے ایک درجہ آگے بڑھ کر محسن حقیقی یعنی اللہ کی محبت ہے جس سے محبت فطری ہے۔ تیسری چیز روحانی محبت ہے۔ اس کی وجہ انسان کی اپنی تخلیق ہے۔ انسان دو چیزوں سے مل کر بنا ہے۔ ایک اس کا جسم ہے اور ایک اس کی روح ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

آدمی زادہ طرفہ معجون است
از فرشتہ سرشتہ وز حیوان

یعنی ایک اس کے اندر روحانی اور فرشتوں والی کیفیات ہیں اور دوسرا اس کے مادی جسم میں حیوانی خصائل پائے جاتے ہیں۔ اس اصول کے تحت کہ (کل شئی یرجع الی اصلہ) ''ہر شے اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے'' اس روح میں بھی اللہ کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ اس کی محبت کی شدید پیاس اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ یہ روح جب نکلتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون! اور ایک جملہ اکثر بولا جاتا ہے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یعنی ہمارے جسمانی پنجرے سے پرواز کر گئی۔ یعنی وہاں گئی جہاں سے آئی تھی اور جسم کہاں جاتا ہے:

''اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے' اور اسی میں سے ہم تمہیں ایک مرتبہ پھر نکالیں گے۔'' (طٰہٰ: 55)

اگر انسان کا روحانی تعلق اللہ سے زندہ نہ ہو تو پھر وہ اس پیاس کو بجھانے کے لیے کسی دوسری چیز کا سہارا لیتا ہے۔ کوئی کسی انسان کو اپنا معبود بنا لیتا ہے، کوئی وطن کو، کوئی کسی نظریے کو، جبکہ قرآن کہتا ہے کہ:

''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر کچھ اور چیزوں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بنا دیتے ہیں وہ ان سے ایسی محبت کرنے لگتے ہیں جیسی اللہ سے کرنی چاہیے۔'' (البقرۃ: 165)

سورۃ الحج میں فرمایا: ''کس قدر کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی!'' (آیت: 73)

یعنی ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جبکہ اصل میں انسان کی سب سے زیادہ محبت کس سے ہونی چاہیے:

﴿وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ ''اور جو لوگ واقعتاً صاحبِ ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔'' (البقرۃ: 165)

سورۃ المائدہ میں فرمایا: ''جنہیں اللہ محبوب رکھے گا اور وہ اُسے محبوب رکھیں گے وہ اہل ایمان کے حق میں بہت نرم ہوں گے کافروں پر بہت بھاری ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہیں کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے' جس کو چاہے عطا کرتا ہے' اور اللہ بہت وسعت رکھنے والا' سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (آیت: 54)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ''بندہ اللہ کو دل میں یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہے، بندہ کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اس سے کہیں بہتر مجلس ملائکہ مقربین میں یاد کرتا ہے۔ بندہ چل کر آتا ہے تو اللہ دوڑ کر آتا ہے......''۔

پریس ریلیز 6 دسمبر 2019ء

طلبہ یونینز مشروط طور پر ہی بحال ہونی چاہئیں

حافظ عاکف سعید

طلبہ یونینز مشروط طور پر ہی بحال ہونی چاہئیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ طلبہ یونینز بحال کرنے سے پہلے اِس بات پر باریک بینی سے غور کیا جانا چاہیے کہ اِن پر پابندی کیوں لگی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ طلبہ یونینز نے پاکستان بھر میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کو میدانِ جنگ میں بدل دیا تھا۔ سیاسی جماعتوں نے تعلیمی اداروں میں اپنے ونگز قائم کر لیے تھے۔ طلبہ اپنی اپنی سیاسی جماعت کے ایجنڈے کو آگے بڑھاتے تھے۔ جس سے تعلیمی اداروں میں ہر وقت لڑائی جھگڑے کی فضا بنی رہتی تھی۔ اساتذہ کی عزت کو پامال کیا جاتا تھا اور وائس چانسلرز کو دھمکیاں ملتی تھیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر سخت کوڈ آف کنڈکٹ لاگو کیا جائے اور ڈسپلن کی سختی سے پابندی کی جائے تو اس صورت میں طلبہ یونینز کی بحالی میں کوئی حرج نہیں۔

اُنھوں نے اِس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ اس تحریک میں اِن طلبہ نے سرخ چادر کیوں اوڑھی تھی اور وہ ایشیا سرخ ہے کا نعرہ کیوں کر بلند کر رہے تھے جبکہ کمیونزم اور سوشلزم اپنی اپنی جنم بھومی میں ہی دفن ہو چکے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ آئین میں توہین رسالت کی شق 295/C کے خلاف نعرہ بازی سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مظاہرین دراصل اسلام دشمن نظریات کے پرچارک ہیں۔ علاوہ ازیں منظور پشتین سے تعلق رکھنے والے شرپسندوں کی شمولیت سے طلبہ تحریک کی پاکستان سے وفاداری بھی مشکوک ہو گئی ہے۔ اُن کے بعض نعروں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں سوشل انجینئرنگ کے ذریعے معاشرتی تباہی مچانے والی این جی اوز بھی اُن کی پشت پر ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں پاکستان کو انتشار کا شکار کرنا چاہتی ہیں اور وہ ان نام نہاد طلبہ کو استعمال کر رہی ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ طلبہ یونینز بحال کی جائیں لیکن اسلام اور پاکستان دشمن عناصر کو اُن میں گھسنے کا موقع ہرگز فراہم نہ کیا جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ کسی کو یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے لہٰذا اِس کے استحکام کے لیے اِس کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط کرنا ازبس ضروری ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

سورۃ محمد میں فرمایا:

’’اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔‘‘ (آیت:7)

اس آیت میں پہلے اللہ کی مدد کا ذکر ہے۔ اللہ کی مدد سے کیا مراد ہے؟ انسان کا دین کی طرف رجحان، نیکی کے راستے کی طرف آنا، توبہ انابت، اللہ کی طرف رجوع، اللہ کی طرف پلٹنا، یہ توفیق جس شخص کو مل جائے یوں سمجھے کہ اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے۔ پھر اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑو۔ ورنہ انسان بھول اور خطا کا پتلا ہے۔ کوئی کتاب پڑھ لی، کوئی درس سن لیا، کوئی واقعہ ہو گیا تو اس وقت تو ایک انابت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اللہ کی طرف رجوع ہو جاتا ہے لیکن پھر دنیاداری میں لگ کر انسان بھول جاتا ہے۔ لہٰذا اللہ کی مدد سے مراد یہ ہوگی کہ اللہ کے دین پر قائم رہا جائے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ فرمایا:

’’جنہیں اللہ محبوب رکھے گا اور وہ اُسے محبوب رکھیں گے وہ اہل ایمان کے حق میں بہت نرم ہوں گے کافروں پر بہت بھاری ہوں گے۔‘‘ (المائدہ:54)

اقبال نے کہا تھا:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

لیکن آج بالکل الٹ معاملہ ہو گیا ہے۔ بھائیوں کے مقابلے میں سخت ترین رویہ، مسلمانوں کے معاملے میں مسلم حکمران شیر بنے ہوئے ہیں اور غیروں کے معاملے میں، کفار، یہود و ہنود کے معاملے میں گیدڑ بنے ہوئے ہیں بلکہ منتیں کر رہے ہیں اور ترلے لے رہے ہیں۔ پوری امت مسلمہ اس میں گرفتار ہے۔ جبکہ اللہ کے محبوب بندوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ وہ:

’’اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہیں کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت وسعت رکھنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔‘‘ (المائدہ:54)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ محبت عطا فرمائے۔ ایمان کی چاشنی اور حلاوت ہمیں نصیب فرمائے۔ اللہ سے محبت ایمان ہی کی بدولت ہوتی ہے۔ اس کے لیے نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا تلقین فرمائی ہے: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا جو تیری محبت تک مجھے پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی محبت مجھے محبوب کر دے میرے نفس، میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ۔‘‘ (رواہ البیہقی)

دوسری چیز رسول ﷺ کی محبت ہے جو اللہ سے محبت کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔‘‘ (آل عمران:31)

اتباع اطاعت سے بھی آگے کی چیز ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی مکمل پیروی، ہر پسند و ناپسند کا خیال رکھنا اصل میں اتباع ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کسی شخص کے مومن ہونے کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’یقیناً نبیؐ کا حق مؤمنوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے اور نبیؐ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔‘‘ (الاحزاب:6)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

’’تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے اس کے باپ، اس کے بیٹے اور تمام انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔‘‘ (صحیح بخاری)

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی سنت کو اختیار کیا جائے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((من احیاء سنتی فقد احبنی)) ’’جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے گویا مجھ سے محبت کی‘‘۔

اللہ کی محبت کا تیسرا تقاضا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ فرمایا:

’’(وہ) اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہیں کریں گے۔‘‘

جہاں برائی عام ہو جائے اور اللہ کے احکامات سے سرعام بغاوت کی جا رہی ہو وہاں جہاد کرنا اللہ سے محبت اور غیرت وحمیت کا تقاضا ہے۔ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے اس کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرے گی کہ اس کے سامنے اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کی جا رہی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ:

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں فلاں بستیوں کو ان کے رہنے والوں سمیت الٹ دو۔‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’اس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ پروردگار! ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے چشم زدن کی مدت بھی تیری معصیت میں بسر نہیں کی۔‘‘ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ’’اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’الٹ ڈالو نہیں پہلے اس پر، پھر دوسروں پر، اس لیے کہ اس کے چہرے کی رنگت کبھی میری (غیرت وحمیت کی) وجہ سے متغیر نہیں ہوئی۔‘‘

اگر کسی شخص کو ماں یا باپ کی گالی دی جائے تو وہ شخص اسی وقت گالی دینے والے کا گریبان پکڑ لے گا۔ ہمارے قبائل کے اندر تو گالیوں پر دشمنیاں چل پڑتی ہیں، سالہا سال قتل در قتل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایمان کا دعوے دار ہو اور اس کے سامنے اللہ کے احکامات کی توہین کی جا رہی ہو، اللہ کے مقابلے میں شریک بنائے جا رہے ہوں اور یہ دیکھ کر اس کے دل میں برا بھی محسوس نہ ہو تو پھر اس شخص کا دعویٰ ایمان جھوٹ ہے۔ جنہیں پرواہ ہی نہ ہو کہ معاشرہ کس راستے پر جا رہا ہے، وہ بس اپنی دنیا بنانے میں لگے ہوئے ہیں تو انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ فرمایا:

’’(اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ اس کے رسول اور اس کے رستے میں جہاد سے‘ تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔‘ اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔‘‘

یعنی دنیا کی جو آٹھ محبتیں اوپر گنوائی گئی ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو پھر اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔ سورۃ التوبہ کی اس آیت کے اندر ایک ترازو رکھ دیا گیا ہے۔ ہر شخص اس ترازو میں اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ یہ آٹھ محبتیں اوپر ہیں یا یہ تین محبتیں۔ یعنی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور ان کے راستے میں جہاد کی محبت۔ اگر ان تین محبتوں کا پلڑا بھاری ہے تو اور کیا چاہیے۔ اور اگر ان آٹھ محبتوں والا پلڑا بھاری ہو تو پھر سوچنا چاہیے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ پھر اپنی زندگیوں کے رخ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا حل بھی یہاں بتا دیا گیا ہے کہ ایمان کو حاصل کرنے اور پھر اس پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔ آج ہمارے اندر انتشار، ہماری پستی، ہماری ذلت و رسوائی، ہماری بہت ساری انفرادی اور اجتماعی خرابیوں کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنے دنیوی محبتوں کو اللہ کی محبت پر ترجیح دے دی ہے۔ بقول اقبال:

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی محبت، اپنے رسول ﷺ کی محبت اور اپنے راستے میں جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

29

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

96 کفر و دیں را گیر در پہنائے دل | دل اگر بگریزد از دل، وائے دل!

(اے پسر! اسی دیارِ غیر میں اپنی تعلیم کے حصول کے لیے تو گیا ہے تو اپنا) دین اپنے پاس (دل میں) محفوظ رکھنا (اس کو ضائع نہ ہونے دینا) اور دوسروں کے خدا بے زار نظریات کو دل میں حقیقی جگہ نہ دینا (بلکہ صرف معلومات کی حد تک محدود رکھنا)

97 گرچہ دل زندانیٔ آب و گل است
ایں ہمہ آفاق آفاقِ دل است!

اگرچہ انسانی دل ایک مادی وجود (پانی اور مٹی سے مرکب) ہے تاہم (خارج میں نظر آنے والی کائنات) اسی دل کے مختلف افق (HORIZONS) ہیں (یعنی اسی دل کا ایک غیر مرئی وجود بھی ہے۔ جو غیر مادی وجود کی طرف اشارہ ہے)

98 گرچہ باشی از خداوندانِ دہ | فقر را از کف مدہ، از کف مدہ

(دنیاوی وسائل کے اعتبار سے) اگر تو گاؤں کا مالک اور جاگیردار (یا وسیع مملکت کا مقتدر بادشاہ) ہے پھر بھی (مسلمان ہو تو عشق مصطفےٰ ﷺ میں آپؐ کے طریقے) سادہ زندگی یعنی فقر کو اپنی گرفت سے مت نکلنے دے (یعنی STATUS یا عیاشی والا امیرانہ، مسرفانہ اور گھمنڈ کرنے والا LIFE STYLE مت اختیار کر)

96۔ اے جانِ پدر! مغربی ملحدانہ افکار کے کفر اور اپنی آسمانی ہدایت پر مبنی قرآنی تعلیمات اور سیّدنا محمد ﷺ کے مقدس فرمودات کی سچائی کا یقین، عمل کا جذبہ اور اس کی نگہداشت و پھیلاؤ کو اپنے دل میں محفوظ رکھنا اور 'کفر' سے اجتناب کرتے ہوئے راہِ حق کا مسافر بننا یہی صراطِ مستقیم پر چلنا ہے۔ تہذیبِ حاضر کے نظریات (خدا بے زار اور وحی بے زار) کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا۔ کسی کا دل اگر کفر کو کفر سمجھ کر اس سے بچنے اور دینِ اسلام کا پیروکار ہو کر اس پر عمل کرنے سے گریز کرے اور من مانی کی راہ اختیار کرنے پر مصر ہو تو ایسے دل سے پناہ اچھی۔ ایسا دل انسان کو راہِ حق نہیں دکھا سکتا۔

97۔ اس کائنات میں نظر آنے والی ایک مادی دنیا ہے جبکہ اسی کائنات کا ایک حصہ غیر مرئی ہے جو انسان کو عظیم دوربینوں اور منطق سے بھی نظر نہیں آتا۔ گفتگو کی حد تک اسے META PHYSICS کہتے ہیں۔ ایسی نظر نہ آنے والی حقیقت کو اللہ اور الٰہ کہا جاتا ہے۔ حضرت انسان اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے ان دونوں جہانوں (عالمِ خلق اور عالمِ امر) کا مجموعہ اور مقامِ اتصال ہے۔ انسان کے وجود میں بھی اس اتصال کا مقام صرف اور صرف دل ہو سکتا ہے اور ہے بھی وہی۔ دل جسدِ انسانی میں خون کا ایک لوتھڑا ہے مگر دوسری طرف اخلاقیات کے میدان میں ضمیر، روح، خودی اور تجلیاتِ الٰہی کا نقطۂ ماسکہ (CONVERGING POINT) بھی ہے۔ دل خون کا لوتھڑا ہونے کے ساتھ ایک اعلیٰ طاقتور MINI کیمرہ کا LENS (محدب عدسہ) بھی ہے جس سے عالمِ امر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حدیثِ پاک میں اس کا تذکرہ ہے❶ اس کے سامنے کل کائنات کا وسیع و عریض اُفق ہے۔ عالمِ امر اور عالمِ خلق میں جو نقطۂ اتصال ہے وہ یہی دل ہے۔ بقول اقبال کے مرشد رومیؒ

اتصالِ بے تکیف بے قیاس
ہست ربُّ الناس با جانانِ ناس

98۔ اے پسر! انسان چاہے وسائل سے مالا مال طبقہ (HAVES) میں سے ہو یا وسائلِ رزق سے محروم طبقہ (HAVE-NOTS) میں سے _ اس کا لائف سٹائل، مصروفیات، ذہنیت بالعموم نظریات و خیالات اپنی اسی حیثیّت کے تابع (عکس) ہوتے ہیں۔ انسان محروم طبقہ سے ہو تو اس میں بالعموم عاجزی، محتاجی، مسکینی، کفایت شعاری اور سادگی و درویشی ہو گی مگر یہ سب کچھ مقتدر قوتوں کا جبر اور اجتماعی نظام کے استحصالی ظالمانہ نظام کا شاخسانہ ہو گا اور مجبوری کا نشان۔ تاہم _ اے جانِ من! اگر تو 'HAVES' میں ہو جائے اور تمہارا شمار اشرافیہ اور مقتدر طبقہ (RULING CLASS) میں سے ہو تب میری تمہیں نصیحت ہے کہ تم 'فقر' اختیار کرو اور یہ فقر 'اختیاری فقر' ہو گا جس میں تمہیں ذہنی سکون، اطمینانِ قلب اور خدمتِ خلق کی لذت کی بے پایاں خوشیاں ملیں گی اس حقیقت کا سب سے بڑا مظہر اور سراجِ منیر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور ان کے معتمد اور تربیت یافتہ اصحابؓ ہیں جو آپ ﷺ کی وفات کے جلد بعد دنیا کی سب سے بڑی RULING CLASS بن گئے۔

دنیا جانتی ہے حکمرانی (خلافت__ اجتماعی نظم و نسق) کے ساتھ یہ درویشی ان کا سوچا سمجھا فیصلہ اور اپنے آقا کے طرزِ حکومت کا دلکش عکس تھا اور ان کا طرّۂ امتیاز ہے۔ اے پسر! مغرب کی چکا چوند ملمع کاری پر نہ جا، اپنے پیغمبر کے 'فقر' کو اختیار کر اور اسی میں فخر محسوس کر۔❷

❶ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً: اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ، اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ (بخاری)

❷ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ (الحدیث) 'درویشی (کی زندگی) میرا فخر ہے'۔

دہشت گردی اور انتہا پسندی کا جو طعنہ یورپ ہمیں دے رہا ہے اس کا عملی اظہار خود یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے،
ناروے میں توہین قرآن کا واقعہ اس کی تازہ مثال ہے: ایوب بیگ مرزا

مغرب کو معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت، قرآن پاک کے ساتھ تعلق اور اسلامی شعائر کی حفاظت جیسے جذبات ہی مسلمانوں کو اپنی اصل بنیادوں سے جوڑتے ہیں۔ لہٰذا وہ حملے انہی پر کرتے ہیں اور پورے پلان کے تحت کرتے ہیں: رضاء الحق

توہین قرآن: مغرب کا اصل چہرہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ناروے میں توہین قرآن کے واقعے میں کوئی ایک فرد ملوث ہے یا اس گھناؤنے فعل میں کوئی تنظیم یا جماعت بھی ملوث ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس طرح کے معاملات میں کسی ایک فرد کے ملوث ہونے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے پیچھے ہمیشہ ایک گروہ یا جماعت کا ہاتھ کار فرما ہوتا ہے۔ اس واقعہ میں بھی ناروے کی SION نامی ایک تنظیم ملوث ہے جس کا پورا نام ہے Stop the Islamization of Norway۔ اس طرح کی بہت سی تنظیمیں یورپ اور سکینڈے نیوین ممالک میں متحرک ہیں جن کا صرف ایک ہدف ہے اور وہ ہے اسلام کا خاتمہ۔ اس کے لیے وہ مسلمانوں کی مقدس شخصیات پر حملے کرتے ہیں، مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن حکیم کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا ایک امریکی پادری نے بھی قرآن کو جلایا تھا اور بے حرمتی کی تھی۔ ڈنمارک میں نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنائے گئے تھے۔ معاذ اللہ۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ تنظیم اپنے نام سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ جیسے ناروے میں اسلامائزیشن ہو رہی ہو۔ حالانکہ ناروے کی آبادی 53 لاکھ ہے جس میں سے صرف ڈھائی فیصد مسلمان ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ڈھائی فیصد لوگ ناروے کو اسلامائز کر سکتے ہیں؟ اصل میں یہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والا معاملہ ہے۔ بظاہر یورپی ریاستوں کے حوالے سے یہ تصور عام ہے کہ وہ بڑے آزاد خیال لوگ ہیں، وہاں تحریر اور اظہار رائے کی بڑی آزادی ہے وغیرہ۔ لیکن یہ سارے اصول صرف اپنے مقامی لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کے لیے ان کے اصول اور ہیں اور یہ قرآن کا جلایا جانا اسی بات کی علامت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جانتے ہیں کہ ناروے کی اسلامائزیشن نہیں ہو سکتی لیکن اصل میں وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی دعوت انفرادی سطح پر بھی کسی کے سامنے نہ آئے۔ یعنی ان کا اصل مقصد اسلام کی دعوت کو روکنا ہے۔ جبکہ تنظیم کے نام میں اسلامائزیشن کا لفظ استعمال کر کے وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہیں جیسے وہاں اسلامی نظام نافذ ہو رہا ہو۔ لہٰذا ان حرکات کے ذریعے وہ چاہتے ہیں کہ وہاں اسلام کا نام بھی کوئی نہ لے۔ اس واقعہ میں لارس تھورسن نامی اس شخص کے پاس تین قرآن پاک تھے جن میں سے اس نے دو کوڑے دان میں پھینک دیے۔ معاذ اللہ۔ جبکہ ایک جلانے کی کوشش کی۔ یہ قبیح حرکت کرسٹین سنڈ نامی شہر میں کی گئی جہاں مسلمانوں کی تعداد باقی شہروں کی نسبت زیادہ ہے۔ گویا ان کا مقصد مسلمانوں کو اذیت دینا بھی تھا۔ یہ حرکت SION نامی اس تنظیم کے مظاہرے میں کی گئی جو کہ ایک پبلک مقام پر ایک سرکل کے اندر ہو رہا تھا اور اس سرکل کو پولیس نے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ تنظیم کے مطابق اس نے حکومت سے اجازت لی ہوئی تھی لیکن حکومت کا کہنا ہے کہ ہم نے اجازت تو دی تھی لیکن ساتھ منع بھی کیا تھا کہ مظاہرہ میں اس طرح کی کوئی حرکت نہیں کی جائے گی۔ اگر حکومت کا یہ دعویٰ درست مان لیا جائے تو پھر پولیس اس شخص کو یہ کام کرنے ہی نہ دیتی اور قرآن جلانے سے پہلے ہی اس کو روک لیتی۔ لیکن چونکہ وہ مسلمانوں کا علاقہ تھا اور وہاں پر بہت سے مسلمان اکٹھے ہو چکے تھے جن میں سے عمر دہابہ نامی نوجوان نے حصار کو توڑتے ہوئے ملعون کو روکنے کی کوشش کی تو اس کے بعد پولیس حرکت میں آئی اور ملعون کو روکنے کی بجائے اس نے اس نوجوان کو ہی دبوچ لیا جو قرآن کی بے حرمتی روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نوجوان کا تعلق شام کے ان مہاجرین میں سے ہے جن کو ناروے نے خود پناہ دی ہوئی ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے ذہن پر بدترین مذہبی تعصب مسلط ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دہشت گردی، انتہا پسندی وغیرہ کا جو طعنہ یورپ ہمیں دے رہا ہے اس کا عملی اظہار خود یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے۔ اب تو وہاں ساری حکومتیں انتہا پسندوں کی بن چکی ہیں۔ یعنی اب ایسے واقعات کی حکومتی سطح پر پشت پناہی ہو رہی ہے۔

سوال: سکینڈے نیوین ممالک کی شہرت تو فلاحی ریاستوں کی ہے لیکن ڈنمارک ہو یا ناروے وہ قرآن، اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف اتنے متعصب اور انتہا پسند کیوں ہیں؟

رضاء الحق: کہا تو یہ جاتا ہے کہ سکینڈے نیوین ممالک فلاحی ریاستیں ہیں لیکن اگر ان کی تاریخ اور افعال کو دیکھا جائے تو یہ exclusionists اور فاشسٹ ریاستیں ہیں۔ یہ میں بالکل متضاد بات کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ یہ صرف اپنے مقامی شہریوں یا یہودی زائنسٹ لوگوں کو قبول کرتے ہیں، باقی سب کو exclude کر لیتے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں کے لیے ان کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے۔ ناروے میں تقریباً ڈیڑھ سے دو لاکھ مسلمان ہیں جبکہ یہودی صرف 769 ہیں لیکن وہاں کے قوانین میں یہودی کمیونٹی کو بہت زیادہ تحفظ دیا گیا ہے جبکہ مسلمانوں کے لیے ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔ مختلف ممالک میں جو

انتہا پسند تحریکیں چل رہی ہیں اگر ہم نائن الیون کے تناظر میں اس کو دیکھیں تو اس کا آغاز امریکہ سے ہوتا ہے جہاں ڈونلڈ ٹرمپ کی انتہا پسند حکومت قائم ہوئی۔ اس کے بعد برازیل کے اندر انتہا پسند حکومت بنی ہے۔ پھر یورپ کے اندر مختلف انتہا پسند گروپس موجود ہیں۔ ڈنمارک میں ایک انتہا پسند گروپ کا نام: Stop the Islamization of Europe. ہے۔ یعنی وہ پورے یورپ سے اسلام کو نکالنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک گروہ برطانیہ میں ہے جس کا نام انگلش ڈیفنس لیگ ہے، جرمنی میں اسی طرح کا گروہ جرمنی AfD۔ ان انتہا پسند گروپوں کے لوگ الیکشن میں حصہ لے کر پارلیمنٹ تک بھی پہنچے ہوئے ہیں اور ان کو یورپین پارلیمنٹ میں بھی نمائندگی دی گئی ہے۔ حالانکہ وہ پارلیمنٹ الیکٹڈ نہیں ہوتی بلکہ سلیکٹڈ ہوتی ہے۔

سوال: کیا ڈنمارک اور ناروے کی پارلیمنٹ میں موجود مسلمان آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں؟

رضاء الحق: یقیناً وہ بھی پارلیمنٹ میں آتے ہیں لیکن ایسے ممالک میں مسلمان اپنی مرضی سے پالیسیاں نہیں بنا سکتے بلکہ پہلے سے بنی ہوئی پالیسیوں کے مطابق ہی عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ وہاں مسلمان عوام کا نمائندہ تو بن سکتا ہے لیکن وہاں کی پالیسی کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں پر ہولوکاسٹ کے خلاف کوئی مظاہرہ نہیں ہوا حالانکہ وہاں مسلمان مختلف سرکاری عہدوں پر موجود ہیں۔ کیونکہ تہذیبوں کے تصادم کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو وہاں ان کے لیے مسلمان سب سے بڑا چیلنج ہیں۔ چاہے ابھی مسلمان ممالک اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ ان کو چیلنج کر سکیں۔

سوال: کیا ناروے اور دوسرے سکینڈے نیوین ممالک فلاحی ریاستیں ہیں یا محض دعویٰ ہے؟

رضاء الحق: ان کی فلاحی ریاست کا تصور وہ ہے جس کے مطابق بچہ حکومت کی پراپرٹی ہے، والدین کے لیے اولڈ ہومز بنائے گئے ہیں۔ یعنی بچے کے اوپر حکومت کا حق ہے والدین کا نہیں ہے۔ اگر بچے کو باپ نے ڈانٹا اور بچے نے پولیس کو فون کر دیا تو پولیس اس کے باپ کو گرفتار کر کے لے جائے گی۔ دوسری طرف وہاں پر اولڈ ہومز کی کثرت ہے یعنی وہاں پر بوڑھوں کی دیکھ بھال ان کے اپنے بچے نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے آزادی کا ایسا تصور دیا ہوا ہے کہ بچے جب جوان ہو جاتے ہیں، یعنی تقریباً سولہ سال کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تو ان کو مکمل آزاد کر دیا جاتا ہے، والدین بھی ان کو گھر سے نکال دیتے ہیں کہ اب جو جی چاہے کرو۔ ان کو کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ بھی اپنے والدین کی دیکھ بھال کرتے ہی نہیں ہیں اور والدین مجبوراً اولڈ ہومز کا رخ کرتے ہیں۔ پھر ان کی فلاحی ریاست میں مقامی نسلی گروہوں کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے جبکہ غیر مقامی نسلوں کو کم ترجیح دی جاتی ہے۔ عمر دہاپہ شام سے گیا ہوا مہاجر ہے۔ جب شام میں حالات خراب تھے تو اس وقت انہوں نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر وہاں کے مہاجروں کو قبول کیا لیکن جب 2015ء کے بعد سے مغرب میں انتہا پسند حکومتیں بننا شروع ہوئی ہیں تو اس کے بعد انہوں نے ان مہاجرین پر حالات تنگ کرنے شروع کر دیے ہیں اور ان پر الزام لگانا شروع کر دیا ہے کہ یہ تو ہمارے علاقوں پر قبضہ کر رہے ہیں ہم ان کو اب مزید برداشت نہیں کریں گے۔ یعنی اپنے ہی کیے ہوئے معاہدے سے وہ پھر گئے ہیں۔ ان کے عدالتی فیصلے اور قوانین بھی مقامی نسلی گروہوں کے لیے مختلف ہیں جبکہ غیر مقامیوں کے لیے مختلف ہیں۔ ایک شخص نے وہاں تقریباً ستر لوگوں کو قتل کیا لیکن اس کو ذہنی مریض قرار دے کر میڈیکل بورڈ نے 21 سال کے لیے ہسپتال بھیج دیا۔ جبکہ مسلمان اپنے دفاع میں بھی کوئی قدم اُٹھائے تو اسے سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے اور وہ دہشت گرد قرار پاتا ہے۔ وہاں کے میڈیا چینلز پر کوئی بھی آ کر مسلمانوں کو دہشت گرد کہہ سکتا ہے اور ان کی مقدس شخصیات یا مقدس کتاب اور شعائر کے خلاف کوئی بھی بات کر سکتا ہے۔ حالیہ واقعہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے نیوزی لینڈ میں مسجد پر حملے کا واقعہ ہوا، پھر کچھ ہی عرصہ بعد آسٹریلیا میں ایسا ہی ایک واقعہ ہوا۔ ان کا اسلام کے خلاف تعصب بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت، قرآن پاک کے ساتھ تعلق اور اسلامی شعائر کی حفاظت جیسے جذبات ہی مسلمانوں کو اپنی اصل بنیادوں سے جوڑتے ہیں۔ لہٰذا وہ حملے انہی پر کرتے ہیں اور پورے پلان کے تحت کرتے ہیں۔

سوال: اگر یہ فلاحی ریاستیں نہیں ہیں تو پھر ہمارے دانشور حتیٰ کہ علماء بھی ان کی مثالیں کیوں دیتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں ہم مغرب کے غلام تھے لیکن جب مسلمان ممالک آزاد ہوئے تو فزیکلی تو ہم آزاد ہو گئے لیکن فکری اور ذہنی طور پر ہم غلامی سے نجات نہیں حاصل کر سکے اور یہی حال ہمارے حکمرانوں، علماء اور عوام کا بھی ہے۔

سوال: نائن الیون کے بعد پورے یورپ اور امریکہ میں اسلاموفوبیا اور زینوفوبیا میں اضافہ کیوں ہو گیا؟

ایوب بیگ مرزا: بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمان ممالک آزاد ہونا شروع ہوئے۔ ہم تاریخ میں پڑھتے رہے کہ مسلمانوں نے جدوجہد آزادی کی تحریکیں شروع کیں جس کے نتیجے میں آزاد ہوئے۔ یہ بات کسی حد تک ٹھیک بھی ہے۔ مسلمانوں نے تحریکیں چلائیں اور مسلمان شخصیات نے کافی جدوجہد کی۔ لیکن اس ساری صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سفید سامراج نے محسوس کیا کہ دنیا کی آبادی میں بہت اضافہ ہو چکا ہے اور آنے والے وقتوں میں مزید اضافہ ہوگا جس کی وجہ سے لوگوں کو فزیکلی غلام بنائے رکھنا آسان نہیں رہے گا لہٰذا انہوں نے سوچا کہ فزیکلی ان کو آزاد کر دیا جائے لیکن ایسے نظام میں جکڑ دیا جائے کہ یہ ہماری غلامی سے نکل نہ سکیں۔ پھر جب امریکہ اور اس کے اتحادی سوویت یونین کو شکست و ریخت سے دوچار کرنے کے بعد فارغ ہوئے تو ان کے سامنے مسلمان بطور حریف موجود تھے۔ لہٰذا اب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف پوری پلاننگ کے ساتھ اقدامات کرنے شروع کیے جو گزشتہ 19 سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہر جگہ مسلمانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا، ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا اور مسلمانوں پر ہی الزام لگایا گیا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے عوام کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم ایسا کام کرنے میں حق بجانب ہیں اس کے لیے انہوں نے نائن الیون کا باقاعدہ ڈراما کیا اور اس کے بعد افغانستان اور عراق پر حملے کیے گئے جس میں ان کے عوام نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ لیکن اب انہیں پتا چل گیا ہے کہ دہشت گردی کا لیبل پرانا ہو چکا ہے۔ اب وہ معاشی دہشت گردی پر اُتر آئے ہیں۔ جو کچھ ناروے میں ہوا ہے اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایسی ذہنی اذیت دو تاکہ وہ مشتعل ہوں اور ہم ان کو ختم کر سکیں۔ کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اسلام اپنے اندر ایک نظام رکھتا ہے جو ان کے سرمایہ دارانہ نظام کے بالکل برعکس ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام تو انسانوں کا خون چوستا ہے اور اشرافیہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ لیکن اسلام چونکہ ایک ایسا نظام دیتا ہے جو عدل اجتماعی پر مبنی ہے، جو سب لوگوں کے لیے عدل مہیا کرتا ہے۔ ان کو معلوم ہے اگر اسلامی نظام کی افادیت دنیا کے سامنے آ گئی تو سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جبکہ انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے ہی ساری دنیا کو جکڑا ہوا ہے اور یہودی اس کے سرخیل ہیں۔ ان کا سود پر

مبنی معاشی نظام ہے جس میں ہم بری طرح جکڑے گئے ہیں کہ ہم اس سے نکل نہیں پا رہے۔ میں سمجھتا ہوں اسلاموفوبیا کوئی نظریاتی بیماری نہیں ہے بلکہ یہ اصل میں سیاسی چال ہے، یہ سیاسی جکڑ بندی ہے۔ جس کو پھیلا کر مسلمان ممالک کے تمام وسائل وذرائع پر قبضہ کرنا مقصود ہے اور وہ کافی حد تک اس میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

رضاء الحق: اسلاموفوبیا کی ایک لمبی تاریخ ہے جو اسلام کے آغاز سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ آغاز اسلام میں اس وقت کی سپر پاور رومن ایمپائر کے لوگ اپنے عبادت خانوں میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں رکیک گستاخیاں کرتے تھے۔ اس کے بعد ایک شخص الیگزینڈر پاگینینی نے تحریف شدہ قرآن پاک چھاپنے کی کوشش کی لیکن خلافت عثمانیہ نے وہ لے کر تلف کیا اور انہوں نے پھر قدغن لگائی کہ قرآن پاک اور احادیث کی کتابوں کو صرف ہاتھ سے تحریر کیا جائے گا۔ یعنی ان کے صرف قلمی نسخے بنائے جائیں گے۔ پھر ول ڈورنٹ اور ایچ جی ویلز جیسے لوگ سامنے آئے جو قرآن اور اسلام کے خلاف بات کرتے تھے۔ مغرب کا دہرا معیار ملاحظہ کریں کہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے لوگ اگر اسلام کے خلاف بات کریں تو مغرب انہیں فریڈم آف سپیچ کی بنیاد پر اپنے ہاں پناہ دیتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف اسلامی نظام کی بات کرنا دہشت گردی ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہی وہ دہرے معیارات ہیں جو نائن الیون کے بعد ایک دم سامنے آنا شروع ہوئے۔ جہاں تک زینوفوبیا کا تعلق ہے تو یہ اصل میں نسل پرستی کی ایک قسم ہے کہ فلاں ملک کے لوگ یہاں آکر کہیں قبضہ نہ کرلیں یعنی مہاجرین کا خوف جو جان بوجھ کر پیدا کیا جا رہا ہے۔ پہلے انسانی ہمدردی کی آڑ میں مہاجرین کو پناہ دی اور اب اسی بنیاد پر مغرب کو زینوفوبیا کا شکار کیا جا رہا ہے۔ اس میں بھی میڈیا کا بہت بڑا رول ہے جس کو ہم کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کر سکتے۔ مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو بھی واقعات ہوتے ہیں مغربی میڈیا ان کو بھی نہیں دکھاتا۔ جیسا کہ حالیہ واقعہ بھی وہاں کے میڈیا کے کسی بڑے چینل پر نہیں دکھایا گیا سوائے کچھ چھوٹے چینلز اور سوشل میڈیا وغیرہ کے۔ جبکہ مغربی میڈیا کے بڑے چینلز پر اسلام، اسلامی شعائر، قرآن مجید کے خلاف باقاعدہ بحثیں چل رہی ہوتی ہیں جن کو وہ فریڈم آف سپیچ کی بنیاد پر اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں۔ برطانیہ میں جو ادارہ میڈیا کو کنٹرول کرتا ہے اس کا نام آف کام ہے۔ 2016ء کی ایک رپورٹ کے مطابق آف کام نے پیس ٹی وی پر 65 ہزار پونڈز کا جرمانہ عائد کیا اور اس کو انگلینڈ میں بین بھی کر دیا۔ اس کی وجوہات یہ بتائیں کہ ہمارے اصولوں کے مطابق میڈیا کے ذریعے کوئی ایسا مواد نشر نہیں کیا جا سکتا جو لوگوں کے لیے ہارم فل ہو اور اگر کوئی پروگرام مذہبی ہوگا تو اس کو ہم بین کر سکتے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خطاب ''عظمت اسلام'' کے موضوع پر پیس ٹی وی نے 2015ء میں دکھایا جس میں ڈاکٹر صاحب نے تاریخی طور پر یہودیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ اس کو آف کام نے hate speech کا نام دے کر پیس ٹی وی پر پابندی لگا دی۔ اسی طرح برطانیہ میں تکبیر ٹی وی نے قادیانیوں اور مرزا غلام قادیانی کے خلاف بات کی اور کہا کہ مسلمان مرزا غلام قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس کو بھی انہوں نے hate speech قرار دے کر تکبیر ٹی وی پر پابندی لگا دی۔ اسی طرح اور بھی کئی اشاعتی اداروں کے ساتھ مغرب کا یہ متعصبانہ رویہ سامنے آچکا ہے۔ گویا مغرب اسلام، قرآن، اسلامی شعائر، مساجد کے خلاف جو کہتا پھرے اس کو مکمل اجازت ہے لیکن اگر کوئی اسلام کی حقانیت، اس کی عظمت کی بات کرتا ہے تو اس پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ وہاں پر ہولوکاسٹ کے خلاف اگر کوئی یہودی بھی بات کرے گا تو اس کے خلاف وہ ایکشن لیں گے۔ لیکن وہی مغربی میڈیا اسلام کو ایک دشمن کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ ہم تو رواداری کے قائل ہیں۔ مغرب جو اپنے آپ کو ہیومن رائٹس کا چیمپئن سمجھتا ہے حقیقت میں وہ جھوٹ کہتا ہے۔ جس طرح ان کا فلاحی ریاست کا تصور جھوٹ پر مبنی ہے اسی طرح ان کا ہیومن رائٹس کا تصور بھی جھوٹ پر کھڑا ہے۔ اسرائیل میں اب باقاعدہ جیوش نیشن سٹیٹ لاء بن گیا ہے۔ اسی طرح انڈیا میں بھی ہندو انتہا پسند حکومت قائم ہو چکی ہے اور انڈیا میں اسرائیل کے اسی قانون کو نقل کیا جا رہا ہے۔ اس کو مغرب کے فلاحی ریاستیں کہلانے والے تمام ممالک قبول کر رہے ہیں۔ ہمارا وزیراعظم یا صدر وہاں دورے پر جائے گا تو اس کو ایک پینل کے سامنے بٹھا کر سوالات پوچھے جاتے ہیں لیکن حال ہی میں ہالینڈ کی ملکہ میکسیما پاکستان کے دورے پر آئی ہے لیکن اس سے کسی نے نہیں پوچھا کہ تمہارے نیدرلینڈز میں گریٹ وائلڈرز اسلام اور قرآن کے خلاف کیوں باتیں کرتا ہے؟ ہماری حکومتیں تو ان کی غلام ہیں۔ ناروے کے واقعہ پر مسلمان ممالک کے حکمرانوں نے کوئی خاص ردعمل نہیں دیا سوائے ترکی کے جس نے کچھ سخت ردعمل دیا ہے اور مذمت کی ہے۔

سوال: اس واقعہ پر اسلامی ممالک کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں آیا۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے لیکن اس نے بھی صرف ناروے کے سفیر کو طلب کر کے احتجاج کیا ہے کیا یہ احتجاج کافی ہے یا اس سے آگے بڑھ کر کچھ کرنا چاہیے تھا؟

ایوب بیگ مرزا: ستر سال ہو گئے ہیں عملی لحاظ سے ہم نظریاتی ریاست نہیں بن سکے۔ البتہ صرف نام کی نظریاتی ریاست ہیں۔ اس حوالے سے کوئی کام نہیں ہوا۔ اصل میں جب آدمی خود ہی احساس کمتری میں مبتلا ہو جائے تو پھر اس پر جو بھی واقعات وارد ہوتے ہیں تو وہ اس کو بے شرمی سے قبول کر لیتا ہے۔ ایسی گھناؤنی حرکت پر ان کو جواب دینے کے لیے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہمارے تن میں جان ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ترکی نے سخت مذمت کی اور ہم نے بھی ناروے کے سفارت کار کو بلا کر احتجاج کیا اور ہمارے وزیراعظم صاحب نے بھی اپنے بیان میں تشویش کا اظہار کیا تو یہ بھی غنیمت ہے۔ ہم ذہنی اور معاشی طور پر غلام ہونے کی وجہ سے ان کو جواب دینے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ اس میں حکمرانوں کا تو قصور ہے ہی ہے عوام کا بھی بہت قصور ہے۔ آج تاجروں پر جائز ناجائز کوئی ٹیکس لگا دیا جائے تو وہ ہڑتال پر چلے جائیں گے، پورے ملک میں شٹر ڈاؤن کر لیں گے۔ قرآن جلانے کا اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے لیکن کسی دینی جماعت یا کسی ٹریڈ یونین کی طرف سے کوئی مذمتی بیان نہیں آیا۔ اس کا مطلب ہے ہم مغرب کی اس غلامی کو قبول کر چکے ہیں اور ہم سمجھ چکے ہیں کہ یہ ذلت اور رسوائی ہمارا مقدر ہے۔ دیکھئے! سوئے کو جگایا جا سکتا ہے لیکن مردے کو کیسے جگائیں؟ اُمت مسلمہ تقریباً مردہ ہو چکی ہے، اس میں کوئی جان نہیں ہے اور جب تک تن میں جان نہیں ہوگی تو یہ کچھ نہیں کر سکتے اور وہ جان کس طرح آئے گی؟ آج مسلمان ممالک مل کر تمام سکینڈے نیوین ممالک کا مکمل تجارتی وسفارتی بائیکاٹ کر دیں تو وہ سارے آپ کے قدموں میں آ کے گریں گے۔ لیکن یہ کام وہ مشترکہ طور پر ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مغرب معاش کی بنیاد پر ہی ہمارے اوپر حکومت کر رہا ہے اگر ہم نے یہ اقدام کر دیا تو ان کی معاش کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہمارے حکمران ان سے جنگ کے قابل نہیں ہیں تو یہ تو کر سکتے ہیں۔

رضاء الحق: ہمارا او آئی سی کا فورم ہے جو اب پچاسویں سالگرہ منا رہا ہے۔ آج سے آغاز کریں تو اس ایشو کو لے کر ہم آگے چل سکتے ہیں۔ پھر یہاں انٹرنیشنل این جی اوز پر پابندی لگائی جائے کیونکہ وہ اپنا معاشرتی نظام یہاں لاگو کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور یہ بھی ہماری

کمزوری کی بہت بڑی وجہ بنتی ہے جس کی وجہ سے ہم مضبوط اتحاد نہیں بنا سکتے۔

سوال: مغرب کے اسلام مخالف اقدامات کے خلاف امت مسلمہ کیا حکمت عملی اپنا سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مجھے عجیب سا لگ رہا ہے کہ امت مسلمہ کہاں ہے؟ ساٹھ مسلمان ممالک دنیا میں موجود ہیں لیکن وہ سارے کے سارے اپنے دشمنوں کے سامنے سجدہ ریز ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ ہم حقیقی مسلمان بن جائیں۔ ہمیں قرآن کی پیروی کرنا چاہیے، نبی اکرم ﷺ کی سنت کا اتباع کرنا چاہیے اور صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی عملی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر اسی چیز کی دعوت دوسروں تک بھی پہنچانی چاہیے۔ اس کے بعد ایک صالح معاشرہ قائم کرنے کے لیے کوشش کرنا چاہیے۔ جب ایک صالح معاشرہ وجود میں آجائے گا تو پھر یقیناً ایک صالح ریاست بھی وجود میں آجائے گی جو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست ہوگی جس کی بنیاد عدل وانصاف پر ہوگی اور کسی غیر مسلم سے بھی کوئی ناانصافی نہیں ہوگی۔ ہماری تاریخ میں اس حوالے سے بے شمار مثالیں موجود ہیں جن کی روشنی میں ہم ریاستی سطح پر اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ جب وہ فلاحی ریاست قائم ہوگی تو اس کے تن بدن میں جان خود بخود آجائے گی۔ آج مغرب میں ہولوکاسٹ کے خلاف کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہودیوں کے تن میں جان ہے۔ یہودی سیاست، معیشت، میڈیا اور عسکری لحاظ سے ہر جگہ چھائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی جب تک قوت نہیں پکڑیں گے تب تک مغربی بالادستی سے نہیں نکل سکتے اور ہماری قوت کا راز یہ ہے کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں، صحیح معنوں میں مسلمان معاشرہ تشکیل دے دیں، صحیح معنوں میں مسلمان ریاست قائم کر دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی۔ ہمارے پڑوس میں افغان طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ افغان طالبان نے اللہ پر بھروسا کیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے پچاس ممالک 19 سال سے ان کے ساتھ ٹکرا کر پاگل ہو گئے ہیں لیکن افغان طالبان پر قابو نہیں پا سکے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ پر بھروسا کرو اور حقیقی مسلمان بنو اور اسلامی ریاست قائم کرو تب جا کر تم دشمن کا مقابلہ کر سکو گے اور اللہ کی نصرت نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے "شعبہ تحقیق اسلامی" (IRTS) کے زیر انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

- **www.tanzeemdigitallibrary.com** بانی تنظیم وصدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- **www.giveupriba.com** انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- **www.hafizahmadyar.com** پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن وآڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

"قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور" میں
27 تا 29 دسمبر 2019ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین
تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء ومعاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9411795 042-36366638

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

دلوں سے خوفِ خدا گیا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دھرنے کے ہچکولوں کے بعد خیریت ہی تھی کہ یکایک ایک آئینی بھونچال آ گیا۔ اچانک ایسی افتاد آن پڑی کہ قوم بھونچکی رہ گئی۔ ٹماٹروں کی قیمت بھی بھول گئی۔ ناتجربہ کاری اور عدم تیاری کے ہاتھوں ہمارے حکمران ہمیں اور کچھ دیں نہ دیں، سنسنی خیزی سے بھرپور نت نئے دل بہلاوے، توجہ بٹانے کو ضرور دیتے رہتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ گلوبل ولیج بن جانے اور ابلاغی سرعتوں کے بیچ ہر خبر دنیا کے چوراہوں پر جا بیٹھتی ہے اور قومی سبکی کا سامان لاتی ہے۔ پھر دشمن کا میڈیا بغلیں بجاتا، تالیاں پیٹتا ہے تو ہم کھمبے نوچتے رہ جاتے ہیں۔ عجب بات ہے کہ کابینہ تو مشرفی وزراء پر مبنی ہے، اس کے باوجود ایسی حماقتیں اور غلطیاں؟ رکشوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے: ''یہ سب میری ماں کی دعا ہے''۔ اس حکومت کے لیے اگر ہم کہیں کہ ''یہ سب سِکھوں کی دعائیں ہیں'' تو غلط نہ ہوگا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بھارتی سکھ عوام کے غمگسار، ہمارے بڑوں نے (قوم سے پوچھے بغیر) نتائج وعواقب، زمینی قومی تاریخی حقائق سے بے پروا، بلاضرورت (Uncalled for) کرتارپور کی نوازشات برسا دیں۔ اس پر دنگ سکھوں نے ہمارے دو بڑوں پر دعاؤں کی بوچھاڑ کر دی۔ کرن سنگھ (صدر انڈین سوسائٹی آسٹریلیا) نے بتایا کہ آپ سکھ قوم کے محسن ہیں۔ میری والدہ آپ کو بہت دعائیں دیتی ہیں۔ حکومت کی بچی کھچی سانسیں سِکھ دعاؤں کا نتیجہ ہیں!

ملک بھر میں چوروں ڈکیتیوں کی بھرمار ہے۔ بزنس ٹھپ ہو رہے ہیں۔ دوکانیں بند ہو رہی ہیں۔ مریض ڈاکٹروں کے پاس نہیں جا رہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے دوائیں، ٹوٹکے پوچھ کر فیس بچا رہے ہیں۔ ہسپتالوں میں ہڑتالیں ہیں یا طبی سہولیات کی عدم دستیابی سے لوگ اب اللہ سے لو لگا کر شفا دعاؤں وظیفوں سے پانے کی فکر میں ہے۔ ایسے میں معاونِ خصوصی صحت ڈاکٹر ظفر مرزا کا فرمانا کہ ''لوگ ہمارے ہیلتھ سسٹم کا مطالعہ کرنے آئیں گے''۔ ابھی تو لوگ آپ کے نوٹیفکیشن سسٹم کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ سبزی منڈی کا گرانی سسٹم اور اس کے نتیجے میں پیدا شدہ پریشانی سرگرانی کا مطالعہ جاری ہے۔ کراچی میں ٹڈی بریانی پر رشک کناں ہیں۔ آگے آگے دیکھیے......

اسی دوران یورپ کے قلب میں دن دہاڑے ''اسلاموفوبیا'' کے عنوان سے ایک اور مرتبہ دہشت گردی کا ارتکاب ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے احساسات وجذبات کے خلاف کیا گیا۔ قرآن جلانے کا مذموم مظاہرہ ناروے میں ہوا۔ ہمیں رواداری، سافٹ امیج بنانے کے بھاشن دینے والوں کی غنڈہ گردی اور خبث باطن نیا تو نہیں۔ 18 سال ہم نے کیا کچھ نہ دیکھا۔ جو کہانی ملعون سلمان رشدی کی مغلظات بھری توہین آمیز کتاب ''شیطانی آیات'' کی پذیرائی سے شروع ہوئی تھی، یہ اسی کا تسلسل ہے۔ تین دہائی قبل اس کتاب کو یورپ بھر میں لٹریچر کے اعلیٰ ترین ایوارڈوں سے لادا گیا۔ برطانیہ نے ''سر'' کا خطاب دیا۔ برطانیہ جو ٹکہ ٹکہ گن کر خرچ کرتا ہے، سلمان رشدی کی سیکورٹی پر بے دریغ ٹیکس دہندگان کے پاؤنڈ لٹاتا رہا۔ تانکہ پھر اسے اپنے امیر بھائی، امریکہ کے حوالے کیا تحفظ کی خاطر۔ اس کی بدبودار کتاب چھاپ کر مفت بانٹی گئی تا کہ ہر ریڑھی، تھڑے پر بھی یہ گندگی موجود ہو، کوئی گورا اس ''ادب مغلظہ'' سے محروم نہ رہ جائے۔ نائن الیون کے بعد ڈنمارک سے اسی تسلسل میں چھاپے گئے بارہ گستاخانہ خاکے بھی پورے یورپ نے آزادی اظہار کی آڑ میں پھیلائے اور شانِ رسالت ﷺ پر ان حملوں سے مسلمانوں کا خونِ جگر پیا۔ اگرچہ ''آفتاب پر تھوکا منہ پر آیا'' کے مصداق یورپ اخلاقی بحران کی دلدل میں غرق ہوتا چلا گیا۔ 2011ء میں فرانسیسی اخبار نے یہی کرتوت دہرائی۔ ادنیٰ ترین اخلاقیات ایک عام انسان کو احترام باہمی کا بنیادی سبق دیتی ہے۔ مغربی دنیا کے سیرت وکردار کی گراوٹ کا جو عالم پوری تاریخ میں رہا، ہم مسلمانوں نے کبھی ملکہ وکٹوریہ کی داستانیں یا ان کے دیگر زعماء کے پردے چاک نہ کیے۔ تاہم ان کی عالی مرتبت یونیورسٹیوں اور علمیت کی دھوم دھام اور تہذیب مغرب کی حقیقت جیسی اکیسویں صدی میں حیا کے پردے چاک کر کے سامنے آئی ہے، شرمناک ہے! حقوق انسانی اور حقوق حیوانی تک کے بلند بانگ دعوے داروں نے ناروے میں حکومتی اجازت سے یہ مظاہرہ علی الاعلان کیا۔ مسلمان حفظ ماتقدم کے طور پر موجود تھے۔ پولیس کا یہ وعدہ تھا کہ وہ قرآن جلانے کی اجازت سیان نامی تنظیم کو ہرگز نہیں دیں گے۔ تاہم ان کی قلعی عملاً کھل گئی۔ پہلے، شدید نفرت آمیز گستاخانہ کلمات نبی کریم ﷺ کے لیے مائیک پر اگلے گئے۔ پھر دو قرآن کوڑے دان میں پھینکے۔ انہیں انتہا پسندی (Hate speech) نفرت انگیزی کا مجرم قرار دینا منع ہے۔ انہیں ''پیغام پاکستان'' کے وزن پر ''پیغام ناروے''۔ ''پیغام ڈنمارک''...... وغیرہ پر ان کے بڑے مجبور نہیں کر سکتے، نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ ہم غلاموں کا کام ہے۔ یہی خبث باطن پیغام ناروے ہے، پیغام یورپ وامریکہ ومغرب ہے! یہ ویڈیو دیکھے جانے کے لائق ہے۔ اگر شامی ماں کا لال، عمر دابا اُمت کی طرف سے لات رسید نہ کرتا، اس پر حملہ آور نہ ہوتا تو ہم کس قابل رہ جاتے۔ داب بمعنی ثبات، جان فشانی، مستقل مزاجی، سرگرمی، عقیدتمندی کی صفات لیے ہوئے ہے، اور عمر نے ان تمام صفات کا مظاہرہ کیا ہے۔ دور اول میں دو تھپڑ ہیں جو ہمیشہ دل کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔ ایک کم عمری میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوجہل کو مارا تھا۔ دوسرا وہ جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہودی کو اللہ کی شان میں گستاخی پر رسید کیا تھا۔ اب عمر نے شیروں کی طرح بدباطن نارویجن بدمعاش پر (معذرت خواہی کی ماری، گھگھیائی) امت کا جو فرض اور قرض چکایا ہے اس نے زخموں پر مرہم رکھی ہے۔ اس واقعے میں ناروے پولیس کا مکر اور فریب کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ مسلمان صبر کے بند باندھے پولیس کے وعدوں پر اعتبار کیے رہے۔ یہاں تک کہ ملعون نے قرآن پاک کو آگ لگا دی۔ پولیس تماشا دیکھتی رہی۔ عمر جھپٹا تو پولیس ہوش میں آئی۔ اس نے لپک کر مجرم کی بجائے عمر کو قابو کیا۔ اس پر پل پڑی۔ چاروں طرف سے بھاری بھرکم پولیسیوں نے عمر اور کود پڑنے والے مسلمانوں کو گرا لیا۔ مجرم کو آرام سکون سے ایک بے وردی شخص ایک طرف لے جاتا دیکھا جا سکتا ہے۔ اسے گویا حفاظتی تحویل میں رکھا گیا۔ قرآن جلانے کے مجرم تھارسن نے قانون ہاتھ میں نہیں لیا؟ مسلمانوں کے سامنے دوسرا دریدہ دہن لاوا اگلتا رہا، وہ بھی نہ انتہاء پسند تھا

نہ تنگ نظر جنونی۔ کیا فرماتے ہیں مغربی تہذیب کی عظمت کے دن رات گن گاتے لبرل سیکولر ہمارے دانشور اس متعفن بدتہذیبی پر؟ انسانی سطح پر تو اب مغرب کی تعریف کرنے کے لیے نہایت غبی، کند ذہن یا ڈھیٹ ہونے کی ضرورت ہے۔ جنگی درندگی، سیاسی مکرو فریب، جھوٹ، معاشی استحصال، اخلاقی معاشرتی گراوٹ میں سب نیچوں سے نیچ۔

تازہ ترین آزادی مارچ مغرب کے تہذیبی مرکز پیرس میں دیکھئے۔ یہ کہانی سر کی آنکھوں سے دیکھ پڑھ سکتے ہیں جو افریقہ کے کسی پسماندہ گنوار جنگل کی نہیں، فرانس کی ہے۔ یہ ایک لاکھ مظاہرین، عورتوں پر گھریلو تشدد کے خلاف احتجاج کناں ہیں۔ اب پانی سر سے گزر چکا۔ ہر سال دو لاکھ 20 ہزار عورتیں، عمر 18 سال تا 75 سال (نانی، دادی؟) مردوں سے جسمانی تشدد کا سامنا کرتی ہیں۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق ہر 3 دن میں ایک عورت قتل ہو رہی ہے۔ تاہم جگر تھام کر پڑھیئے کہ یہ اپنے راہ چلتے نئے یا پرانے پارٹنرز کے ہاتھوں پٹتی اور قتل ہوتی ہیں۔ شوہران کا مقدر کہاں! ان میں سے صبر شکر وہ کر لیتی ہیں جو سگے شوہر یا بچوں کے باپ کے ہاتھ پٹیں۔ اب تو فرانسیسی صدر میکرون پکار اٹھے: یہ فرانس کے لیے شرم کا مقام ہے۔ (ڈوب مرنے کا!) پورے فرانس میں 700 تنظیموں نے 30 مارچ کیے۔ یہ بھی کہ: ’’عورت کو عزت دو‘‘۔ تاہم یہ اضافہ ہم کیے دیتے ہیں: ’’عورت کو کپڑے دو، گھر دو، شوہر دو!‘‘۔ البن ڈیرنگ نے تحقیق کے نتیجے میں لکھا ہے کہ عورت کی شکایت پر پولیس بھی تعاون نہیں کرتی! اب فرانسیسی وزیر اعظم نے نئے اقدامات کی یقین دہانی کروائی ہے۔ 24 گھنٹے تشدد ہاٹ لائن، تھانوں میں سوشل ورکر میسر ہوں گے۔ (روزانہ 600 فون آتے ہیں) اب دیکھئے عمر دُابا کی ماری لات تہذہب مغرب کی قامت پر کیسی فٹ بیٹھتی ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے تو گالی دے کر کہا تھا: ’’منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر‘‘...... مگر اب تو لات بھی کم ہے! پاکستان کو فرانس نما ماڈریٹ بنانے کے شائقین ذرا توجہ سے یہ رپورٹ پڑھ لیں۔ ہمارے ہاں بھی اب عورت کی نام نہاد آزادی، اس کے مقام اور عزت کے درپے ہو چکی۔ خبریں فراواں ہیں۔ ایمان واقدار بھلا کر ہم بھی بہت دور نکل گئے ہیں۔

وہ بتوں نے ڈالے ہیں وسوسے کہ دلوں سے خوفِ خدا گیا!

❁❁❁

رفقاء و احباب متوجہ ہوں

’’دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور‘‘ میں

22 تا 29 دسمبر 2019ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب)

فکری و عملی رہنمائی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء و احباب اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’مرکز تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی A-67 علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور‘‘ میں

22 تا 28 دسمبر 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9411795 042-36366638

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

تقویٰ کی آسان صورت

مولانا عبدالستار

تقویٰ بہت آسان ہے، سارے گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ نہیں درحقیقت تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کا نام تقویٰ ہے۔ کتنا آسان تقویٰ ہے جو دنیا وآخرت کی بھلائیوں کا ذریعہ ہے۔ دنیا وآخرت کی ساری بھلائیاں تقویٰ کے ساتھ ہیں۔ جنت کو لے لیجیے:

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ﴾

''دشمن سے بچاؤ مقصود ہو تو بھی تقویٰ اختیار کرنے کا کہا گیا ہے:

﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ﴾ ''یعنی تقویٰ اختیار کرو ان کی تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ مالی پریشانی اور بے روزگاری کا علاج بھی تقویٰ میں ہی مضمر ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ﴾ ''زندگی میں مشکلات پیش آتی ہیں تو مشکل کے بدلے میں آسانی کیسے آئے گی؟ اس کا حل بھی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ ہی تجویز فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝﴾ (الطلاق) ''اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں سہولت پیدا کرے گا۔'' ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓي اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف:96) ''اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے۔'' تقویٰ زمین و آسمان کی برکتوں کے حاصل ہونے کا سبب ہے۔ حاسد، بے دین اور ظالم پیچھے لگے ہوئے ہیں، تب بھی تقویٰ اختیار کریں۔

کوئی یہ کہے کہ میں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن پھر بھی ہو جاتے ہیں، پھر توبہ کرتا ہوں پھر ہو جاتے ہیں۔ ارے میاں پھر بھی تو متقی ہے۔ ﴿اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ﴾ اولیاء کون ہیں؟ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝﴾ جو ایمان کے بعد تقویٰ اختیار کرے وہ اللہ کا ولی ہے۔ جو گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے، چاہے وہ گناہ ظاہری ہوں یا باطنی! دنیا کی محبت، حسد، کینہ، حب جاہ وغیرہ یہ باطنی گناہ ہیں۔ کسی برائی کا خیال آجاتا ہے، لیکن اس خیال کو ہی برا سمجھتا ہے کہ کیوں آگیا۔ کسی کے بارے میں بدگمانی ہوتی ہے تو فوراً صاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا کی محبت دل میں آنا شروع ہوتی ہے تو نفرت کرتا ہے کہ کیوں آنا شروع ہوگئی۔ ان سب چیزوں سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس میں دنیا وآخرت کی بھلائیاں ہیں۔

تقویٰ کی بدولت بہت زندگی آسان ہوگی۔ اللہ نے فرمایا ہے: ''جو تقویٰ اختیار کرتا ہے تو ہم اس کے ہر کام میں آسانی کر دیتے ہیں۔ جب اللہ کہہ رہا ہے تو ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر وقت کا حاکم کاروبار کرنے کا کہہ دے کہ تم کاروبار کرو تمہارے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا ہم بیٹھے ہیں نہ اوپر، تو آدمی کتنے اطمینان سے کام کرے گا کہ انہوں نے تسلی دے دی ہے، اطمینان دلا دیا ہے۔ جب کہ اس طرف بادشاہوں کا بادشاہ کہہ رہا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو میں آسانیاں پیدا کر دوں گا، پھر ہمیں کس چیز کا ڈر اور خوف دامن گیر ہے؟

تقویٰ گناہوں سے بچنے کی کوشش کا نام تو ہے، لیکن یہ تقویٰ نہیں ہے کہ 10 گناہوں سے تو بچتا رہے اور ایک گناہ کرتا رہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ساری آگ بجھا دی اور ایک چنگاری اپنے بیگ میں رکھ دی کہ ایک چھوٹی سی چنگاری ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے تو اس شخص کے بیگ کا جو حال ہوگا وہ ہم سب کو پتا ہی ہے۔ کوشش سب گناہوں سے بچنے کی ہو، کسی گناہ کو نظر انداز نہ کرے، کسی بھی گناہ کو معمولی نہ سمجھے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ایک جھوٹ ہی تو بولنا ہے سب لوگ بول ہی تو رہے ہیں۔ میں بھی حرام کام کر لوں سبھی یہی کر رہے ہیں۔ یہ انداز خطرناک ہے، یہ تقویٰ نہیں ہے۔ یہ گویا اپنے ہاتھوں سے خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا ہے۔ اپنے لیے برکتوں کے دروازے خود بند کر رہا ہے۔ خود ہی اپنے لیے مشکلات کھڑی کر رہا ہے۔ اس وقت یہ خود ہی اپنا ذمہ دار ہوگا! اللہ اپنی مدد و نصرت ہٹا لیں گے۔

اسی طرح ہمارے ہاں شرعی پردہ نہیں ہوتا، لوگ کہتے ہیں بس یار اتنے کام کر لیے یہ تو رہنے دیتے ہیں، کزن سے کون پردہ کرتا ہے۔ ارے میاں گناہ تو کر رہے ہو نا! کوشش تو کرو اپنی طرف سے، کوشش بھی نہیں کرتا۔ اس گناہ کے کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہوئی ہے۔ یہ خطرناک بات ہے جو گناہوں کو خوشی سے قبول کرتا ہے، اس کا نقصان بہت ہے۔ وہ متقی نہیں ہے۔ اللہ نے متقی آدمی کی نشانی بتائی ہے:

متقی آدمی کو جب شیطان گناہ و گمراہی کی طرف لے جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنا ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ متقی آدمی گناہ نہیں کرتا گناہ شیطان اس سے کرواتا ہے، لیکن اسے ندامت ہو جاتی ہے تو وہ فوراً توبہ کر لیتا ہے۔ اللہ میاں فرما رہے ہیں کہ تقویٰ سے میں آسانیاں پیدا کروں گا، تمہارے رزق میں میں برکت دوں گا، تمہاری مشکلات میں آسان کروں گا، پل صراط سے میں گزرواؤں گا، جنت دوں گا، تمہاری دنیا بھی خوش گوار کر دوں گا تو اور کیا چاہیے؟ زندگی کو خوب صورت بنانے کا اس سے اچھا طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں تقویٰ تو بڑے لوگوں کا کام ہے، ہم جیسے لوگ کہاں متقی بن سکتے ہیں۔ تو میاں تقویٰ اس کا نام نہیں ہے کہ تم سارے گناہوں سے بچو، بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ تم گناہوں سے بچنے

> کوشش کریں کہ غیبت نہیں کرنی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ میں تو سچی بات کر رہا ہوں جو اس میں ہے، یعنی سچی غیبت کر رہا ہوں۔ جب ہم اتنے بڑے بڑے گناہ ایسی آسانی سے کر لیتے ہیں تو پھر خیر کہاں سے آئے گی؟ ان گناہوں کے کرنے کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ نیکیوں پر استقامت مل جائے، تو کبھی بھی نہیں ملے گی۔ جس دن ہم نے ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کر لی ہم ان شاء اللہ متقی بن جائیں گے۔

کی کوشش کرو اور یہ ہر کوئی کر سکتا ہے، بس ذرا ہمت چاہیے۔ ایک مسئلہ ہمارے ہاں غیبت کا بھی ہے، یہ چیز آج کل بہت ہونے لگی ہے معاشرے میں۔ ایک یہ ہے کہ آپ اس بات کو پلّے سے باندھ کر بیٹھے رہیں کہ بھئی تھوڑی بہت تو ہو ہی جاتی ہے اور ایک یہ بات ہے کہ کوشش کریں کہ غیبت نہیں کرنی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ میں تو سچی بات کر رہا ہوں جو اس میں ہے، یعنی سچی غیبت کر رہا ہوں۔ جب ہم اتنے بڑے بڑے گناہ ایسی آسانی سے کر لیتے ہیں تو پھر خیر کہاں سے آئے گی؟ ان گناہوں کے کرنے کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ نیکیوں پر استقامت مل جائے، تو کبھی بھی نہیں ملے گی۔ جس دن ہم نے ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کر لی ہم ان شاء اللہ متقی بن جائیں گے۔

ہم بسا اوقات دین کی طرف آتے ہیں تو 10 فیصد چھوڑ دیتے ہیں باقی 90 فیصد وہی کام کرتے رہتے ہیں۔ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ 90 فیصد بچ جاتا ہے، 10 فیصد گناہوں میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ معاملہ پردے کے بارے میں اکثر پیش آتا ہے کہ بھئی یہ تو میری کزن ہیں، ان سے کیا پردہ؟ اور بھابھیوں نے تو مجھے پالا ہے، ان سے کیسے پردہ کروں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ متقی بن ہی نہیں سکتے کہ آپ جان بوجھ کر گناہ کر رہے ہیں۔

بس ہمارے دل میں یہ بات سما گئی ہے کہ اس دور میں تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم گناہوں سے بچ جائیں۔ کیا ہم گناہوں سے بچنے کے لیے پہاڑوں میں چلے جائیں؟ خانقاہوں میں ڈیرے ڈال لیں؟ مسجد کے گنبد میں بند ہو جائیں؟ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔

ہم جیسا ایک آدمی ایک بزرگ کے پاس گیا، اس نے بھی یہی کہا کہ حضرت! میں کیسے آنکھیں بچاؤں؟ آج کے دور میں یہ ناممکن کام ہے، تو اس بزرگ نے اس کو لبالب بھرا پیالہ دیا اور کہا کہ اس بازار کے اس کونے سے اُس کونے تک جاؤ، دھیان رکھنا ایک قطرہ بھی نہ گرے۔ ایک دوسرا آدمی ساتھ لگا دیا اور اسے کہا کہ جیسے ہی قطرہ گرے سب کے سامنے ایک جوتا لگا دینا۔ اب وہ بہت احتیاط سے ایک کونے سے دوسرے کونے تک گیا۔ پیالے کا پانی اس نے نہیں گرنے دیا، کیوں کہ اسے پتا تھا کہ اگر ایک قطرہ بھی گر گیا تو سب کے سامنے جوتا لگے گا تو بڑی شرمندگی اٹھانا پڑے گی، پھر اس بزرگ نے پوچھا کہ بازار میں کیا ہو رہا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت مجھے اپنی پڑی ہوئی تھی آپ بازار کا پوچھ رہے ہیں۔ اس جواب پر وہ بزرگ کہنے لگے: جیسے پیالے کے دھیان اور جوتے لگنے کے ڈر نے آپ کو پورے بازار سے غافل رکھا، اسی طرح اگر یہ پیش نظر رہے کہ اللہ نے ہمارے ذمے کیا کام لگا رکھا ہے اور قیامت کے دن بدنظری کرنے پر جوتے لگنے کا بھی اندیشہ ہو تو پھر کیسے بدنظری ہو سکتی ہے!!!

میرے عزیزو! اگر ہمیں اللہ کی پکڑ کا ذرا خیال آ جائے نا تو یہ سب کام آسان ہیں۔ اللہ میاں ہمیں اس چیز کا مکلف اور ذمہ دار بناتے ہی نہیں جس کام کی اس نے ہم میں طاقت نہ رکھی ہو۔ اللہ پہلے طاقت رکھتا ہے، پھر کہتا ہے کہ اس کام کو کرو۔ یہ بھی اللہ میاں کو پتا تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا اور پھر بھی ہم سے کہا کہ یہ کرنا ہے تو معلوم ہوا کہ ہمارے اندر ان کاموں سے بچنے کی طاقت ہے۔

اگر یہ بھی آدمی سے نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو کر سکتا ہے کہ اس پر افسوس وندامت کا اظہار اپنے رب کے حضور کرے۔ مسلسل روزے نہیں رکھ سکتے، راتوں کو قیام نہیں کر سکتے، علم دین حاصل کرنے کی قدرت نہیں، اس پر افسوس کرتا رہے اور ان کاموں کے کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ آپ دنیا بھر کے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ کوئی تعلیم تھوڑی ہے، تعلیم کا مطلب علم دین ہے۔ اگر یہ حاصل نہیں تو اس پر افسوس تو کرے، حافظ نہیں تو اس پر افسوس تو کرے۔ جس کو افسوس بھی نہیں تو وہ کامل مومن نہیں۔ اس کا دل مردہ ہے، جس کو نیکی نہ کرنے پر افسوس بھی نہیں یا اپنے سے بڑے نیک کو دیکھ کر حسرت نہیں پیدا ہوتی وہ دین دار نہیں۔

میرے عزیزو! اگر اپنے سے اچھے دین دار کو دیکھ کر دل میں یہ حسرت پیدا نہ ہو تو یہ مومن کیسا ہے؟ حافظ نہیں بنے، علم دین نہیں سیکھا تو کم از کم حسرت تو کرو۔ یہ بھی ایمان کی نشانی ہے۔ تو اسی طرح اگر ہم ہر گناہ سے نہیں بچ سکتے تو کوشش تو کر سکتے ہیں۔ یہ تو اپنے اختیار میں ہے۔ اس سچے افسوس کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ بسا اوقات یہ کرنے والوں کے برابر جیسا ثواب دلا دیتا ہے۔ سچی حسرت اتنی بڑی چیز ہے کہ اللہ اس آدمی کو اس نیک آدمی جتنا مرتبہ عطا فرماتے ہیں۔

مومن کی مثال حسرت نایاب کی ہے، لیکن اگر اس میں بھی غلو آ جائے تو وہ برا ہے۔ غلو دین و دنیا کے ہر کام میں برا ہے۔ حزن وملال تو چاہیے مگر اعتدال کے ساتھ۔ اتنا ملال بھی نہ ہو کہ اس کی صحت پر اثر پڑے یا مایوس ہو جائے۔ حسرت بھی ہو، افسوس بھی ہو، لیکن اتنا بھی نہیں کہ انسان بیمار ہی پڑ جائے یا مایوس ہو جائے کہ یہ تو میں کر ہی نہیں سکتا۔

ہمارے اختیار میں تو ہے نہیں کہ ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ ہاں! ہم معافی کی کوشش تو کر سکتے ہیں نا۔ اسی طرح گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنا ہمارا کام ہے، پھر مدد اللہ کا کام ہے۔ ہم اس کوشش میں کوتاہی نہ کریں۔ پھر ان شاء اللہ، اللہ بڑی سے بڑی نیکی کی توفیق عطا فرما دیں گے۔ تو میرے عزیزو! تقویٰ کی آسان صورت یہی ہے کہ گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش تو کریں کہ ہر گناہ سے بچنا ہے۔ اللہ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، تعلیم ایم بی اے، قد 5 فٹ 2 انچ۔ قوم جٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ (ملتان، لاہور، فیصل آباد) سے مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0341-3191399

☆ بڑی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم بی اے، گھریلو کام کاج میں ماہر...... دوسری بیٹی، عمر 22 سال، زیر تعلیم بی ایس انگریزی...... تیسری بیٹی، عمر 18 سال زیر تعلیم بی ایس اسلامیات کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار اور رسم ورواج سے مبرا خالص شریعت کے مطابق رشتے درکار ہیں۔ خصوصاً ڈاکٹرز، انجینئرز اور خیبر پختونخوا سے تعلق ہو۔

برائے رابطہ: 0332-9267502 0310-9497734

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام ایک روزہ اجتماع

حلقہ پنجاب شمالی کے تحت ایک روزہ اجتماع بسلسلہ دعوت فکر اسلامی مہم کا انعقاد 3 اکتوبر 2019ء صبح 10 بجے جامع مسجد گلزار قائد راولپنڈی میں منعقد ہوا۔جس میں تقریباً 200 کے قریب رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔سب سے پہلے محترم عظمت ثاقب نے ''دور فتن اور قرب قیامت کے حالات'' قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیے۔انہوں نے موجودہ عالمی حالات کی بدلتی صورت حال پر روشنی ڈالی۔انہوں نے ایمان وعمل کی دور فتن کی احادیث کی روشنی میں ضرورت واہمیت واضح کی۔

اس کے بعد جناب عادل یامین نے فرائض دینی کے ہمہ گیر تصور پر تفصیلی گفتگو کی اور قرآن وحدیث کی روشنی میں فرائض دینی کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے وضاحت کی۔انہوں نے کہا کہ ہمیں معاشرت ،معیشت اور سیاست کو بھی دینی ذمہ داری سمجھ کر سرانجام دینا ہوگا۔اس کے بعد جناب ڈاکٹر مقصود احمد نے فرائض دینی کو علامہ اقبال کے فارسی اشعار کی روشنی میں بیان کیا اور وائٹ بورڈ کی مدد سے سہ منزلہ عمارت کی مثال سے دینی فرائض کے جامع تصور کی وضاحت کی۔انہوں نے کہا کہ ہمیں ان فرائض کو شعوری طور پر ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے،اور ان فرائض کی تفہیم کے لیے آپس میں بحث وتمحیص بھی کرنی چاہیے تاکہ ان فرائض کی حقیقت پر رفیق واضح ہو سکے۔

اس اجتماع کا آخری پروگرام منہج انقلاب نبوی ﷺ کا تھا،جس پر مولانا خان بہادر نے گفتگو کی۔انہوں نے قرآنی آیات،حدیث مبارکہ اور سیرت کی روشنی میں اسوہ رسول ﷺ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے پر زور دیا۔انہوں نے انقلاب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انقلاب صرف وہی ہوگا جس سے انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں میں سے کسی ایک میں واضح تبدیلی رونما ہو۔انہوں نے انقلاب نبوی ﷺ کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ تاریخ انسانی میں یہ وہ واحد انقلاب ہے کہ جس نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی ہر دو گوشوں کو تبدیل کیا۔انہوں نے دور حاضر میں بدلتی صورت حال میں سیرت محمدی ﷺ کی اس حوالے سے راہنمائی کو ناگزیر قرار دیا۔انہوں نے آخر میں شرکاء اجتماع کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اس موضوع پر کتاب ''منہج انقلاب نبوی ﷺ '' کو پڑھنے کی تاکید کی۔

آخر میں امیر حلقہ رؤف اکبر نے رفقاء واحباب کا شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ دعائے مسنونہ پر اجتماع کا اختتام ہوا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ رفقاء واحباب کی جملہ مساعی کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے توشۂ آخرت بنائے۔ (مرتب: صوفی محمد صفدر)

تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام جامع مسجد ڈوڈبا گاؤں میں دعوتی اجتماع کا اہتمام کیا گیا تھا۔بعد از نماز عصر جناب حسین احمد نے عظمت قرآن پر درس دیا۔اور قرآن مجید کے پانچ حقوق بیان کیے۔انہوں نے کہا کہ یہی قرآن قیامت کے دن یا تو مسلمانوں کے حق میں سفارش کرے گا یا مسلمانوں کے خلاف حجت قائم کریں گے۔اس نشست میں رفقاء کے علاوہ 35 احباب نے بھی شرکت کی۔بعد از نماز مغرب حسین احمد نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر مدلل خطاب فرمایا۔انہوں نے کہا کہ دنیا میں انقلاب محمدیؐ سے عبادات اور رسومات میں تبدیلی آئی۔معاشی،معاشرتی اور سیاسی نظام بدل گیا۔اس انقلاب سے اللہ کا نظام تمام ادیان پر حاوی ہوگیا۔اس نشست میں بھی رفقاء کے علاوہ تقریباً 50 افراد نے شرکت کی۔آخر میں ممتاز بخت نے ''خلافت علی منہاج نبویؐ '' پر درس حدیث دیا۔انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام زمین کو سکیڑ کر کے دکھایا۔ میں نے تمام مشرق اور مغرب کو دیکھا۔اللہ تعالیٰ کی ساری زمین پر میری امت کی حکومت قائم ہوگی۔اس کے لیے ایک جماعت قائم ہوگی۔تنظیم اسلامی بھی اس نظام کے لیے کوشش کر رہی ہے۔آخر میں تین چار افراد نے تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شرکت کرنے کا وعدہ کرلیا۔اسی کے ساتھ دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔(رپورٹ: سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی کراچی کے زیر اہتمام ''توہین قرآن'' کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی کراچی کے زیر اہتمام کراچی پریس کلب کے سامنے مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔اس مظاہرے کی میزبانی امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب نعمان اختر نے کی۔ افتتاحی گفتگو میں انہوں نے کہا کہ امریکی ویورپی حکمران یہودی اقوام کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر آگ سے کھیل رہے ہیں،دنیا بھر میں ہونے والے پرتشدد واقعات کے بعد دشمنان اسلام کو سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کا کوئی بھی نام لیوا توہین قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

اس مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی نائب ناظم تربیت جناب شجاع الدین شیخ نے کہا کہ عالم اسلام کے خلاف ہونے والے ہر واقعہ کے پس منظر میں یہودی سازش کی کڑیاں ملتی ہیں۔یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہود نے حضور ﷺ کی رسالت کو کبھی قبول نہیں کیا اور ہمیشہ آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔اہل مغرب کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان ناموس رسالت ﷺ اور تعظیم قرآن پر کبھی مداہنت اختیار نہیں کرسکتا اور حالیہ واقعات نے پھر یہ بات ثابت کردی ہے کہ دشمن اپنے ناپاک عزائم کے طور پر میڈیا پر حکمرانی کرسکتا ہے،سیاست دانوں کو خرید سکتا ہے،مسلم حکمرانوں کو استعمال کرسکتا ہے لیکن مسلم امہ من حیث القوم آزاد بھی ہے اور اپنے رسول ﷺ اور قرآن حکیم سے سچی محبت بھی رکھتی ہے۔ان کو دبانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی۔انہوں نے مزید فرمایا کہ امریکہ ویورپ نے آزادی اظہار کے سلسلہ میں بھی دہرا معیار قائم کر رکھا ہے توہین رسالت ﷺ اور قرآن حکیم کی بے حرمتی کی ناپاک جسارتوں کو آزادی اظہار کہتے ہیں جبکہ ہولوکاسٹ پر کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے ناظم دعوت حلقہ کراچی جنوبی جناب عامر خان نے کہا کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے کہ ایک بار پھر کفار نے ہماری غیرت ایمانی کو جانچنے کی کوشش کی ہے۔حالانکہ انہوں نے میڈیا کے ذریعہ عریانی وفحاشی کو مسلم ممالک میں فروغ دے کر یہ سمجھ لیا تھا کہ اب مسلمانوں کے لیے یہ سب قابل برداشت ہے لیکن بحمدہ تعالیٰ مسلم امہ ابھی جاگ رہی ہے۔مزید انہوں نے مسلم امہ سے بالعموم اور اہل پاکستان کو بالخصوص توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جس قرآن کی حرمت وعزت کی خاطر ہم آج یہاں جمع ہیں اس قرآن کے لائے ہوئے نظام کو نافذ کرنا اور اس قرآن کے احکامات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے ہم کتنی توانائیاں لگا رہے ہیں۔قرآن سے سچی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم زبانی محبت کے بجائے عملی ثبوت کے طور پر اپنی جدوجہد اس دین کے نفاذ میں لگائیں۔ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ اگر تو ہمیں ایک خطہ زمین عطا کردے تو ہم اس پر تیرے دین کا نظام نافذ کریں گے لیکن ہم یہ وعدہ بھول گئے۔اب بھی وقت ہے کہ ہم اللہ کی طرف لوٹ آئیں اور سب سے پہلے خود پر اسلام نافذ کریں پھر دوسروں تک یہ دین پہنچائیں اور اس کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالیں۔ جناب شجاع الدین شیخ کی دعا پر اس مظاہرے کا اختتام ہوا۔مظاہرہ میں تقریباً 360 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

(مرتب کردہ: سید یوسف شعیب)

نام کتاب: ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' (خصوصی اشاعت: ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی)

مدیر مسئول: انجینئر مختار فاروقی　　　قیمت: 400 روپے

ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی جھنگ، لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ صدر، پاکستان

تبصرہ نگار: ایوب بیگ مرزا

حکمت بالغہ کے مدیر مسئول انجینئر مختار فاروقی جذبہ جہاد کے تحت اسلام کی سربلندی کے لیے خداداد صلاحیت استعمال کر کے اس وقت نمایاں کام کر رہے ہیں۔ ان کا یہ جریدہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ یعنی دنیا میں نفاذِ اسلام کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور عالم اسلام کو بیدار کرنے میں سنجیدہ کوشش کر رہا ہے۔

ویسے تو حکمت بالغہ کی سال بھر کی اشاعت انتہائی اہم دینی امور پر بڑی محنت کا کام ہے لیکن خصوصی اشاعت پر کئی تاریخی صفحات اور مضامین کی اشاعت قابل تحسین ہی نہیں قابل رشک بھی ہے۔ اور پھر حکمت بالغہ کی باقاعدگی، تسلسل، مختلف مضامین بالخصوص علامہ اقبال کے حوالے سے مضامین کی اشاعت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بڑا سیکرٹریٹ اس کے لیے کام کر رہا ہے لیکن ذاتی تعلق کی وجہ سے جانتا ہوں کہ مدیر مسئول چند افراد کی معیت میں شبانہ روز محنت کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی کے عنوان سے یہ خصوصی شمارہ بنیادی طور پر تین ابواب اور دس حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے اور دوسرے حصے میں اقبال کے تعارف اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اس انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے جیسے پڑھنے والا خود اقبال سے بالمشافہ مل کر ان کی شخصیت کو بغور دیکھ رہا ہو۔ تیسرے حصہ میں جنوبی ایشیاء کے محکوم مسلمانوں کے لیے مستقبل کی آزاد ریاست کی ضرورت پر اقبال کی نظر اور فکر کو سامنے لایا گیا ہے۔ چوتھے حصہ میں علامہ اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے حالات زندگی اور کام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پانچویں حصہ میں ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین: اقبال شناس و شارحِ اقبال'' کے عنوان سے اقبال کی شخصیت اور کلام پر ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی تحقیق و مطالعہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹے حصہ میں ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی کا اظہار: تصانیف'' کے عنوان سے اقبال کی شخصیت اور کلام پر ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی تصانیف کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ساتویں حصہ میں ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین شارح اقبال سے اقبال شناس'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال سے محبت، عقیدت، فکری ہم آہنگی اور مماثلت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آٹھویں حصہ میں نظریہ خودی کی اساس پر ریاست کی تشکیل کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نویں حصہ میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی سے فکر اقبال کی تعمیل کی طرف سفر کی داستان کو خوبصورت پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔ دسویں حصہ میں ''تجسیم فکر اقبال'' کے عنوان سے جنوبی ایشیاء سے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مراحل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ گویا مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے حوالے سے ایک تحریک برپا کرنے کی باطنی خواہش کھل کر سامنے آئی ہے۔ حکمت بالغہ میں مختلف موضوعات پر درجنوں مضامین شائع ہوتے ہیں۔ کئی سیرت نبوی ﷺ پر، کوئی سیرت صحابہؓ پر اور کوئی اسلامی تاریخ پر لیکن ہر مضمون کا مرکز و محور اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد ہے۔ عالمی امن اور اسلام کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور نظام اسلام بالفاظ دیگر نظام خلافت برپا کرنا مسلمانوں کا مقصد وحید ہے۔ آج میڈیا کے دور میں یقیناً یہ قلمی جہاد ہے۔ سیکولرازم، لبرل ازم کے علمبرداروں اور باطل قوتوں کو زبردست اور فوری جواب دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہ ذمہ داری حکمت بالغہ بخوبی نبھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم مختار فاروقی اور حکمت بالغہ کی اشاعت میں حصہ لینے والوں کی سعی کو قبول فرمائے تا کہ وہ یہ جہاد تاحیات جاری رکھ سکیں۔ آمین!

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی کے رفیق سلیم اختر بیمار ہیں۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی کے رفیق یوسف کفایت کی والدہ بیمار ہیں۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی کے رفیق عثمان کی والدہ بیمار ہیں۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی وسطی کے رفیق حفیظ الرحمٰن کی والدہ کا آپریشن ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ　دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے ناظم بیت المال جناب غلام باری کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-2266120

☆ حلقہ سرگودھا کے مبتدی رفیق جناب رانا زاہد ذوالفقار کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-6702905

☆ رفیق تنظیم اسلامی گل گشت ڈاکٹر زبیر محسن کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-9639408

☆ حلقہ کراچی شمالی، ناظم آباد کے رفیق ڈاکٹر سید علی سلمان کے خالو، معروف شاعر غوث متھراوی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-2039036

☆ امیر مقامی تنظیم ہارون آباد غربی کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0334-7463964

☆ امیر تنظیم اسلامی بہاولپور جنوبی جناب ارسلان خالد کا بھتیجا وفات پا گیا۔

برائے تعزیت: 0301-7780198

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Following is a Press Release issued by
The Muslim Judicial Council of South Africa (MJC-SA)

PALESTINE AND KASHMIR: TWO SIDES OF THE SAME COIN

Issued by MJC-SA

The Muslim Judicial Council (MJC SA) is deeply concerned by the striking similarities in strategy and tactics employed by the Indian Government in Kashmir, to Apartheid Israel's treatment of Palestinians.

This follows a recent decision by the Indian Government through a presidential decree, to revoke Article 370 of India's constitution and the sub-article 35-A, which guaranteed special rights to the Muslim-majority state, including the right to its own constitution and autonomy to make laws on all matters except defence, communications and foreign affairs.

While we condemn this decision by the Indian Government in the strongest terms, we acknowledge that the challenges faced by the people of Kashmir today, is merely another chapter in its long history of imperial oppression, which pre-dates 1947.

The Indian Governments' treatment of the people of Kashmir, cannot be seen in a vacuum.

Relations between India and Israel have been growing closer with the rise of the Bharatiya Janata Party (BJP). The BJP, which is led by Narendra Modi, adheres to the political ideology known as Hindutva, or Hindu Nationalism.

The MJC has noted with deep concern comments articulated by members of the BJP and other Hindu Nationalists, who have shown an increased interest in replicating the 'Zionist Project'. Key among these is the desire to build Israeli-style Hindu-only settlements in Kashmir as a way of instigating demographic change and turning a secular India into a Hindu State.

The revocation of Articles 35A and 370 paves the way for Indian presence in Kashmir to mirror Zionist presence in Palestine. Furthermore, it facilitates the execution of plans to alter the demographic make-up of Kashmir by allowing Indians from across the country to purchase property and settle there under the protection of the Indian military presence, just as the demographic make-up of the West Bank continues to be altered with the construction of Jewish-only settlements.

The Muslim Judicial Council has therefore written to the Indian High Commissioner, Mr Jaideep Sarkar, expressing our deep disdain for the treatment of the people of Kashmir, called for an end to hostilities; the implementation of United Nations Security Council Resolution 47, which would enable the people of Kashmir to determine their own future in a free and democratic way via a referendum; stopping extrajudicial punishments; and ensuring an adherence to democratic principles.

In addition, the MJC has also written to the Minister of International Relations and Co-operation, Naledi Pandor, calling on the Department to out-rightly condemn the actions by the Indian Government, and to continue to be principled in our International Relations, by standing against Human Rights violations.

The Muslim Judicial Council remains committed to supporting the People of Kashmir, and all the oppressed people of the world, in ensuring their Human Rights are recognized and protected.

Issued by the Muslim Judicial Council (SA) – MJC (SA)
Secretary General
Shaykh Isgaak Taliep

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore